جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ لاہور

اکتوبر ۲۰۱۶ء

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرة مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۰	محرم الحرام ۱۴۳۸ھ / اکتوبر ۲۰۱۶ء	جلد : ۲۴

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۹
حیاتِ سیّدنا آدم علیہ السلام	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۱۳
دعوت اِلی اللہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ	۳۰
فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت	حضرت مولانا محمد اِدریس صاحبؒ اَنصاری	۴۰
مناقب صحابۂ کرام واہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم	حضرت سیّد اَنور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ	۴۶
محرم الحرام کی حرمت وعظمت	حضرت مولانا مفتی محمد شفیق شاہ صاحب	۵۲
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۶۰
اخبار الجامعہ	مولانا خالد عثمان صاحب	۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

کراچی کلچر سنٹر میں آج سے ایک برس قبل ۳ رمئی ۲۰۱۵ء کو وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات اور سنیٹر پرویز رشید نے مسجد، مدرسہ اور دینی تعلیم کے حوالہ سے اپنے بیان میں جو اِلحادی اور بازاری زبان استعمال کی اُس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں :

''.........................وہ فکر عام نہ ہو جس کی شمع آپ جلاتے ہیں لوگوں کو پڑھنے کے لیے کتاب دی جائے تو کون سی دی جائے ''موت کا منظر'' عرف ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' ہاہاہا.......جہالت کا وہ طریقہ جو پنڈت جواہر لال نہرو کو سمجھ میں نہیں آیا وہ ہمارے حکمرانوں کو سمجھ آگیا کہ لوگوں کو جاہل کیسے رکھا جا سکتا ہے کہ فکر کے متبادل فکر دو لیکن فکر کے متبادل مردہ فکر دے دو اور پھر منبع جو فکر کو پھیلاتا ہے کیا ہو سکتا ہے ! لاؤڈ سپیکر ! تو لاؤڈ سپیکر بھی اس کے قبضہ میں دے دو[۱] اور دن میں ایک مرتبہ نہیں..........(بلکہ) دن میں پانچ دفعہ.......دے دو۔[۲]

---

[۱] یعنی مساجد کے مؤذن کو [۲] یعنی اذانوں کے موقع پر

آپ کے پاس اتنے اسکول اور یونیورسٹیاں نہیں ہیں جتنی جہالت کی یونیورسٹیاں [1] ان (علماء) کے پاس ہیں (تالیاں) اور بیس پچیس لاکھ طالب علم جن کو وہ طالب علم کہتے ہیں ....آپ کو تو یہ شکایت ہے کھوڑو صاحب کہ سندھی سے سندھ کی زبان چھین لی گئی، پختون سے پختون کی زبان چھین لی گئی، پنجابی سے پنجاب کا ورثہ چھین لیا گیا بلوچستان سے اُس کی تہذیب وثقافت چھین لی گئی لیکن مجھے یہ بتائیے یہ جو یونیورسٹیاں ہیں جن کو سب چندہ بھی دیتے ہیں عید، بقرعید پر فطرانے اور چندے اور کھالیں........خود پالتی ہے ہماری سوسائٹی۔ یہ جو جہالت کی یونیورسٹیاں ہیں، پنجابی سندھی پٹھان اور مہاجر بھائی .... اِن مسئلوں کا تو حل نکل سکتا ہے اِن مسئلوں کا حل دُنیا نے تلاش کیے ہوئے ہیں .... ہم نے اسے پاکستانی بنانا ہے وہ پاکستانی تو نہ بنا پائیں گے، جب دو مختلف چیزیں پڑھائیں اور یہ حاوی ہوا آپ کی کتاب پر جہالت کا علم [2] .... میری کتاب پر......حاوی ہوا جہالت کا علم اور اس کو تقویت کس نے دی......" [3]

اِن وفاقی وزیر کا یہ بے ربط اور توہین آمیز بیان ایسا ہے جیسے کسی مسلمان نہیں بلکہ قادیانی یا ہندو نے جاری کیا ہو، اِس پر ہم اپنی طرف سے مزید کسی تبصرے سے قبل آپ کے سامنے اُن کی ایک دوسری تقریر پیش کرتے ہیں جو اُنہوں نے گزشتہ ماہ ۲۱/ اگست ۲۰۱۶ء کو کنونشن سنٹر اسلام آباد میں "عظمتِ حرمین شریفین" کانفرنس کے موقع پر کی۔

"وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات سینٹر پرویز رشید نے کہا ہے کہ وہ دن کبھی نہیں آسکتا کوئی مسلمانوں کے مقدس مقامات کو میلی آنکھ سے بھی دیکھ سکے، اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والا ہم میں سے نہیں، دہشت گردی کو مسلمانوں سے

---

[1] یعنی قرآن، حدیث اور فقہ پڑھانے والے مدارس [2] مراد علم دین ہے۔ والعیاذ باللہ !

[3] تقریبًا پانچ منٹ کا وِیڈیو بیان جو اِنٹرنیٹ پر مختلف جگہوں پر موجود ہے اور قومی جرائد میں بھی شائع ہوا ہے۔

منسلک کرنا درست نہیں ، اسلام امن اور انسانیت کا مذہب ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایک انسان کا قتل تمام انسانیت کے قتل کے مترادف ہے ، اُمت مسلمہ اپنے دین، ریاستوں اور مقدس مقامات کو بچانے کے لیے متحد ہے، علماء کرام نے اسلام کا حقیقی چہرہ دُنیا کے سامنے پیش کیا، ہمیں اپنی صفوں میں موجود دشمن کو تلاش کرنا اور اُس کو راہِ راست پر لانا ہے، علماء کرام اِس حوالے سے اپنا کردار ادا کریں۔

وہ گزشتہ روز کنونشن سنٹر میں اتحاد اُمت عظمت حرمین شریفین کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے، وفاقی وزیر نے کہا کہ آج بدقسمتی سے جو خطرہ درپیش ہے جس کا دُنیا کا ہر مسلمان ملک اور معاشرہ شکار ہے اُس میں دشمن کی تصویر واضح دکھائی نہیں دیتی۔ اُنہوں نے کہا کہ اِس وقت ہمیں جو خطرہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ دشمن ہماری صفوں میں موجود ہے، اُنہوں نے کہا کہ اِس دشمن کو تلاش کرنے کے لیے کوئی دُوربین یا کوئی ایسا ڈرون ایجاد نہیں ہوسکا جو اُن کی نشاندہی کر سکے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایسے بھٹکے ہوئے لوگوں کو پہچاننے کی آنکھ صرف ہمارے علماء کرام کے پاس ہی ہے جو یہاں موجود ہیں اور وہ اُن کو گمراہی سے راہِ راست پر لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پرویز رشید نے کہا کہ اسلام امن اور انسانیت کا مذہب ہے جو ایک انسان کے قتل کو تمام انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ ہمارے علماء کرام نے یورپ کو اِسلام کا اصل پیغام اور حقیقی چہرہ دکھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔''

(روزنامہ نوائے وقت ۲۲ ؍ اگست ۲۰۱۶ء)

قارئین کرام غور فرمائیں ! اِن کا پہلا بیان اِن کے خبثِ باطن کی نشاندہی کر رہا ہے جبکہ دوسرا بیان خبثِ ظاہر کی ، ظاہری باطنی خبث کا حامل شخص مسلمانوں کی صفوں میں موجود دشمن کو تلاش کرنے کی دُہائی دے رہا ہے ''چور پکارے چور چور'' کے مصداق کالی بھیڑ، کالی بھیڑوں کے خلاف پھبتی کس رہی ہے۔

ہماری بدقسمتی کہ ہمارے ملک میں تمام مسلم لیگیوں، پیپلز پارٹیوں، عمران خانیوں میں سے ہر جماعت میں یہ آستین کے سانپ برساتی کیڑوں کی طرح بکثرت پائے جاتے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ روزِ اوّل سے عالمِ اسلام کے اندرونی دشمنوں کے دو رُخے چہروں کو قرآن کس طرح شد و مد کے ساتھ بے نقاب کر کے مسلمانوں کی سیاسی قیادت کو خبردار کر رہا ہے :

''اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور وہ ہرگز مومن نہیں، دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے حالانکہ اصل میں وہ کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سوچتے۔

اُن کے دلوں میں بیماری ہے پھر (مزید) بڑھادی اللہ نے بیماری اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اِس بات پر کہ جھوٹ باندھتے ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے اُن کو کہ فساد نہ ڈالو ملک میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن (یہ شیخی کے مارے) نہیں سمجھتے۔

اور جب کہا جاتا ہے اُن کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ، تو کہتے ہیں ہم ایمان لائیں ؟ جس طرح ایمان لائے بیوقوف، جان لو وہی (خود) ہیں بیوقوف لیکن (عقل پر پردہ کی وجہ سے) نہیں جانتے۔

اور جب ملاقات کرتے ہیں (کھرے) مسلمانوں سے تو (اِن مسلمانوں سے) کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے شیطانوں (یہود ونصارٰی، قادیانی) آقاؤں کے پاس تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو (اِن مسلمانوں سے) ہنسی کرتے ہیں (اور ان کی بیوقوفی سب پر ظاہر کرتے ہیں کہ باوجودیکہ ہمارے افعال ہمارے اقوال کے مخالف ہیں مگر وہ اپنی بیوقوفی سے صرف ہماری زبانی باتوں پر ہم کو مسلمان سمجھ کر ہمارے مال اور اولاد پر ہاتھ نہیں ڈالتے اور مالِ غنیمت میں ہم کو شریک کر لیتے ہیں اور اپنی اولاد سے ہمارا نکاح

کر دیتے ہیں اور ہم اُن کی راز کی باتیں اُڑا لاتے ہیں اور وہ اِس پر بھی ہمارے فریب کو نہیں سمجھتے)۔(حالانکہ) اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے اور ڈھیل دیتا ہے اُن کو اُن کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے ، سو نافع نہ ہوئی اُن کی سوداگری اور نہ ہوئے ہدایت پانے والے۔'' [1]

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسلامی شعائر اور آئین پاکستان کا مذاق اُڑانے پر پرویز رشید کے خلاف مسلم لیگی قیادت کارروائی کرتے ہوئے اُن کو وزارت سے برطرف کر کے قانون کے کٹہرے میں لا کر عبرت ناک سزا دیتی ، مگر بجائے اِس کے اُن کی حکومتی ترجمان کی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے مزید شہ دی جارہی ہے۔

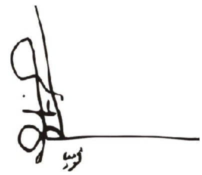

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

[1] سورۂ بقرہ آیت نمبر ۸ تا ۱۶

مولای صل وسلم دائما ابدا ... درسِ حدیث ... علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

توبہ و اِستغفار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ یعنی تمام بنی آدم بار بار غلطیاں کرنے والے ہیں مگر خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ اَلتَّوَّابُوْنَ [1] یعنی اُن غلطیاں کرنے والوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو بار بار توبہ بھی کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان سے غلطی ہوتی رہتی ہے ایک دو بار ہی نہیں بلکہ بار بار غلطی ہوتی رہتی ہے اور غلطی کرتے بھی سب بنی آدم ہیں، یہ اور بات ہے کہ کوئی بڑی غلطی کرتا ہے تو کوئی چھوٹی غلطی، بعض تو کبائر کا اِرتکاب کرتے ہیں اور بعض صغائر کا اِرتکاب کرتے ہیں اور بعض سے خلافِ اَولیٰ کام کرنے کی غلطی ہوتی ہے۔

آپ یہ جانتے ہیں کہ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ اَلتَّوَّابُوْنَ کے زمرہ میں ہم اُس وقت داخل ہوں گے جب ہم ہر وقت اپنی غلطیوں اور اپنی خطاؤں پر نظر رکھیں، اپنی نیکیوں اور اچھائیوں پر مغرور نہ ہوں، اگر ہم نے اپنے نفس کا احتساب نہ کیا اور اپنے عیب اور گناہوں پر نظر نہ رکھی تو ظاہر ہے کہ توبہ و استغفار ہم نہیں کریں گے گناہ تو کرتے رہیں گے تو گناہوں پر توبہ نہ کریں گے گویا گناہ اور خطائیں تو ہم سے ضرور

[1] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۳۴۱

صادر ہوں گی کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ مگر گناہوں پر نظر نہ رکھنے کے باعث توبہ کرنے والوں میں سے نہ بنیں گے اور خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ میں ہمارا شمار نہ ہوگا۔

تو چاہیے کہ ہر وقت اپنی خطاؤں اور کمزوریوں پر نظر رکھیں اور بار بار نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں، اگر کسی کو اپنے آپ میں کوئی بھی غلطی اور خامی نظر نہ آئے تو یہ بھی ایک طرح کی خطا اور گناہ ہے اِس لیے اِس سے توبہ کرنی چاہیے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک اُمید افزاء روایت کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان نے (حق تعالیٰ سے) کہا وَعِزَّتِکَ یَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَکَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْسَادِھِمْ یعنی اے پروردگار ! تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اغوا کرتا رہوں گا بہکاتا اور بھٹکاتا رہوں گا جب تک اُن کی رُوحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی یعنی جب تک وہ زندہ رہیں گے تب تک میں اُنہیں راہِ راست سے بھٹکاتا رہوں گا۔ تو حق تعالیٰ نے جواب میں اِرشاد فرمایا کہ وَعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ وَ ارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُلَھُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ [1] یعنی مجھے اپنی عزت وجلال اور بلندئ مقام کی قسم میں بھی معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ توبہ کرتے رہیں گے، مطلب یہ ہوا کہ جب بھی میرے بندے سچے دل سے توبہ کریں گے میرے دربار سے اُنہیں معافی مل جائے گی، حتی کہ روایت میں آتا ہے کہ جب یہ دیکھ لو کہ کسی آدمی نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہے تو پھر اُس کو اُس گناہ کا طعنہ دینا جائز نہیں کیونکہ توبہ کے بعد قوی اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا ہوگا۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اُس وقت تک قبول کرتے رہتے ہیں جب تک اُس پر غرغرہ کی کیفیت نہ طاری ہو [2] مطلب یہ ہے کہ عالَمِ آخرت نظر آنے سے پہلے پہلے توبہ کرے، بعد میں توبہ قبول نہیں کیونکہ پھر ایمان بالغیب نہیں رہتا حالانکہ مقصود ایمان بالغیب ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۳۴۴ [2] ایضًا رقم الحدیث ۲۳۴۳

حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا جو شخص اِستغفار کو اپنا معمول بنالے اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے ہر تنگی سے (نکلنے کا راستہ) بنا دیں گے اور ہر غم سے کشادگی پیدا ہو جائے گی اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچے گا جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہوگا۔[1]

اصل میں بندہ اور خالق کے درمیان تعلقات گناہ سے خراب ہوتے ہیں اور توبہ واِستغفار اِس تعلق کو اُستوار کرتے ہیں، توبہ سے دل گناہوں کی آلائش سے پاک ہو جاتا ہے حق تعالیٰ اور بندہ کے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں تو حق تعالیٰ کی رحمت اُس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور پریشانیاں کافی حد تک کم ہو جاتی ہیں۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسان ! جب تک تو مجھ سے دُعا کرتا رہے گا اور مجھ سے اُمیدیں قائم رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا معاف کرتا رہوں گا جو بھی تیرے اندر گناہ ہوں اور مجھ کو کوئی پرواہ نہیں اور فرمایا اے اِبن آدم ! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں کے برابر پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے اِستغفار کرے تو تجھے معاف کردُوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں پھر فرمایا اے انسان ! اگر تو میرے پاس اِتنے گناہ لے کر آئے کہ جو ساری زمین کو بھردیں البتہ میرے پاس شرک سے صاف ہو کر آئے تو میں اُتنی ہی مغفرت ساتھ لے کر ملوں گا [2] گویا گناہوں کی کثرت میں بھی نا اُمید نہ ہونا چاہیے اگر گناہ زیادہ ہیں تو حق تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا دائرہ بھی تو بہت زیادہ وسیع ہے۔

حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے اِس اِرشاد ''وَلَا اُبَالِیْ'' یعنی مجھے کوئی پرواہ نہیں، کا مطلب یہ ہے کہ میں بڑے سے بڑا گناہ بھی معاف کرسکتا ہوں مجھے کوئی روکنے والا نہیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے (جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی استغفار کرتا رہے اللہ کے یہاں وہ توبہ کرنے والوں میں شمار ہوگا۔[3]

---

[1] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۲۳۳۹ [2] ایضًا رقم الحدیث ۲۳۳۶ [3] ایضًا رقم الحدیث ۲۳۴۰

بات یہ ہے کہ آدمی گناہ سے توبہ کر لیتا ہے پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے پھر غلطی کر بیٹھتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اِسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے تو اب اِس آدمی کا شمار بار بار گناہ کرنے والوں میں ہوگا یا بار بار توبہ کرنے والے خوش نصیبوں میں، کن لوگوں کی فہرست میں اِس کا نام درج ہوگا تو آقائے نامدار ﷺ نے بتلایا کہ اِس کا شمار اُن لوگوں میں نہیں ہوگا جو گناہوں پر ڈٹے ہوئے ہوں بلکہ اُن میں ہوگا جو بار بار توبہ کرتے ہیں اور فرمایا چاہے وہ دن میں ستر مرتبہ بھی گناہ کرلے، یہ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت ہے اور بہت بڑا اکرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے، آمین۔

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۷ر جون ۱۹۶۸ء)

علم کی فضیلت

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: جو شخص جہنم سے آزاد جنتی لوگوں کو دیکھنا چاہے تو اُسے چاہیے کہ علم حاصل کرنے والوں کو دیکھ لے، مجھے پیدا کرنے والے کی قسم جو متعلّم بھی کچھ بات سیکھنے کے واسطے عالم کے دروازے کے چکر لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں اور جنت میں اُس کے لیے ایک مکان تعمیر کیا جاتا ہے جب تک وہ دُنیا میں رہتا ہے زمین اُس کے واسطے اِستغفار کرتی ہے اور فرشتے اُس کے جہنم سے بری ہونے کی دُعا کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۴۰۰)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۳ ، قسط:۱

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ سیّدنا آدم علیہ السلام

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ ﴾

(۱) پیدائش آدم علیہ السلام :

زمین کے مختلف گوشوں سے خاک کی ایک مٹھی لی گئی، ایک عجیب و غریب ڈھانچہ تیار کیا گیا جو اندر سے کھوکھلا تھا اُس کا طول ساٹھ ہاتھ تھا اور عرض سات ہاتھ [۱] اور اپنی صورت میں نرالا تھا۔ [۲]

---

[۱] ہاتھ سے مراد وہی ہاتھ ہے جو (ہاتھ کی اُنگلیوں سے لے کر کہنی تک) عرفاً سمجھا جاتا ہے اور اگر آدم علیہ السلام کے ہاتھ مراد ہوں تو اِشکال یہ ہوگا کہ ہاتھ انسان کے پورے قد کا ۱/۴ ہوتا ہے اور اگر یہ ۱/۶۰ ہو تو ہاتھ نہایت بھدا ہوگا بلکہ ہم تو اپنی اصطلاح میں ایسے شخص کو ''لنجا'' کہتے ہیں۔ معاذ اللہ! (فتح الباری)

[۲] فتح الباری جلد۶ ص۲۶۰

خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ۱؎ ''آدم علیہ السلام کو اپنی ہی صورت پر پیدا کیا۔''

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ ۲؎ ''ہم نے انسان کو بہترین ڈھانچہ میں پیدا کیا۔''

ابلیس نے اِس عجیب الخلقت کو دیکھا تو کہا ''کسی عظیم الشان کام کے لیے اِس کو بنایا گیا ہے'' ۳؎

(۲) زمین کی خلافت :

حضرتِ حق کی جانب سے عام اعلان ہوا ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ ۴؎ ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔'' رب العالمین کا یہ اعلان سلسلہ تکوین میں بالکل نرالا تھا ! کیوں نہ ہو خلافت کا مسئلہ تھا ! ! اِس اعلان کا مقصد بظاہر عظمتِ آدم کا اظہار تھا اگرچہ اِمام تفسیر حضرت قتادہؒ ۵؎ کا قول یہ ہے کہ مشورہ مقصود تھا گویا باصطلاحِ جدید رائے عامہ معلوم کرنی تھی۔

دریافتِ حکمت :

فرشتوں کی شان بیان کی گئی ہے ﴿لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ﴾ اِس کی تفسیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی کہ ''وہ کوئی ایسی چیز دریافت نہیں کر سکتے جس کی اِجازت نہ ہو۔'' لہٰذا اِن ملائک سے یہ تو ناممکن ہے کہ حضرتِ حق کے کسی فعل پر اِعتراض کریں اور نہ یہ ممکن ہے کہ اُن کے دل میں ابناءِ آدم سے حسد ہو کیونکہ حسد بدترین گناہ ہے اور فرشتے گناہوں سے پاک ہیں مگر وہ عجیب وغریب کرشمۂ قدرت

۱؎ اِس حدیث کا بظاہر مفہوم یہی ہے کہ آدم کو نرالی صورت عطا فرمائی جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوئی اِسی کی جانب آیت کریمہ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ سے اِشارہ سمجھ میں آتا ہے اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ جس طرح اولادِ آدم کی پیدائش میں مختلف درجات ہوتے ہیں اوّل خون بستہ پھر پارچہ گوشت وغیرہ وغیرہ یہ حالات آدم علیہ السلام پر طاری نہیں ہوئے بلکہ جو صورت اُن کو عطا کرنی تھی دفعۃً عطا کردی گئی۔ اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ جو نقشہ خدا نے اَزل میں تجویز فرما لیا تھا اُسی پر پیدا کیا کسی سے مشورہ یا رائے نہیں لی۔ واللہ اعلم (فتح الباری جلد۶ ص ۲۶۰) ۲؎ سُورۃ التین : ۴ ۳؎ ترمذی شریف

۴؎ سُورۃ البقرہ : ۳۰ ۵؎ تفسیر اِبن کثیرؒ ج ۱ ص ۱۱۹

دیکھ رہے تھے کہ مٹی کا ایک خول بنایا گیا جس کا نام بھی اسی مناسبت سے آدم [1] رکھا گیا اور وہ اَدِیمِ زمین سے بنایا گیا تھا اور جبکہ اُس کی سرشت ایسی چیز سے ہوئی تو بظاہر اس کے افعال بھی ایسے پست ہوں گے قتل وخون ظلم وفساد اس کا خاصہ ہوگا مگر اِس پر یہ لطف واحسان کہ اعلان کیا جارہا ہے کہ اِس کو خلیفہ بنایا جائے گا، چاہتے تھے کہ قدرت کے اِس پُر اسرار معمہ کی حکمت معلوم کریں چنانچہ دریافتِ حکمت کے لیے عرض کیا ﴿ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۳۰)
''بارِ اِلٰہی کیا آپ زمین میں ایسے کو مقرر کریں گے جو فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا''

بظاہر اَمن واَمان اصلاح وتہذیب کے لیے وہ زیادہ موزوں ہیں جن کی خصلت ہی تقدیس وتسبیح ہے ﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہوئے تیری تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ بارگاہِ رب العزت سے جواب صادر ہوا ﴿اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(۳) حیاتِ آدم اور امتحانِ مقابلہ :

حضرتِ حق جل مجدہٗ کے ازلی تخمین کے لحاظ سے جمعہ کا دن تھا عصر کا وقت کہ آدم علیہ السلام کو رُوح سے نوازا گیا [2] حس وحرکت، عقل وحواس بخشے گئے، غور وفکر اور اِدراک کی قوت عطا ہوئی اب وقت آیا کہ فرشتوں کے شبہ کو رفع کیا جائے اور واضح کردیا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلافت کے کیوں مستحق ہیں۔ نام فرشتوں کو بھی بتائے گئے تھے، حضرت آدم علیہ السلام کو بھی نام بتادیے گئے اب مقابلہ کا امتحان شروع ہوا کچھ چیزیں سامنے رکھی گئیں اور فرشتوں سے سوال ہوا ﴿اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ﴾ اِن چیزوں کے نام بتاؤ۔ بیشک فرشتوں کی پیدائش ہی اِس قسم کی ہوئی ہے کہ وہ باری تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرسکتے، گویا اطاعتِ الٰہی اُن کے لیے پانی اور ہوا ہے جس کے بغیر اِن کا بقاء ناممکن، مگر وہ غور وفکر کی قوت سے محروم ہیں، کچھ چیزوں کو سامنے رکھ کر کسی نتیجہ کا اخذ کرنا اُن کی قدرت سے باہر ہے،

---

[1] سُمِّیَ آدَمُ لِاَنَّهٗ خُلِقَ مِنْ اَدِیْمِ الْاَرْضِ . (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۵) [2] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰

یہ خاص شرف انسان کو عطا ہوا اِسی لیے وہ ایمان بالغیب کا مکلّف ہوا، فرشتوں کو نام بیشک یاد تھے مگر اُن کے امکان سے بالا تھا کہ پیش کردہ چیزوں پر ان ناموں کو منطبق کر کے بتا دیتے کہ یہ پیالہ ہے یہ کتاب ہے یہ کپڑا ہے وغیرہ وغیرہ فرشتوں نے فوراً اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور کہا :

﴿سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۳۲)

''سبحان اللہ ہمیں تو وہی معلوم ہے جو آپ نے بتایا، آپ تو خود ہی واقف اور دانا ہیں۔''

عنایتِ ربانی آدم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئی اور اِرشاد ہوا :

﴿یٰاٰدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ﴾ [1] ''اے آدم ! اِن کو اِن چیزوں کے نام بتاؤ۔''

فضلِ الٰہی نے جو شرف انسان کو عطا فرمایا تھا اُس کا ظہور ہوا۔ حضرت آدم نے فطری فراست سے اُن ناموں کو اُن چیزوں پر منطبق کر لیا اور بتایا کہ یہ جبرئیل ہیں یہ میکائیل، یہ زمین ہے یہ آسمان، یہ کتاب وغیرہ وغیرہ [2] ﴿فَلَمَّا اَنْبَاَھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''جبکہ فرشتوں کو اِن چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام نے بتا دیے تو فرشتوں کو حضرتِ حق سے خطاب ہوا، میں نے کہا نہ تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں آسمان و زمین کے غیب کو۔''

(۴) اعزازِ خلافت :

دیکھو قدرتِ الٰہی کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ ہے۔ وہ خالق ہے اور ہر چیز بلا اِستثناء مخلوق، آگ، پانی، ہوا، مٹی، نور اور ظلمت میں آپ کتنا ہی فرق کریں مگر قادرِ ذوالجلال کے سامنے خلق و آفرینش کی ایک ہی سطح پر صف باندھ کر کھڑی ہوتی ہیں، یہ اُس کا فضل ہے کہ کسی کو بڑھا دے ﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ﴾

---

[1] سُورۃ البقرہ : ۳۳ [2] قال زید ابن اسلم، قال انت جبرئیل انت میکائیل انت اسرافیل حتی عدد الاسماء کلھا حتی بلغ الغراب، مثل ھٰذا روی من مجاھد وغیرہ.(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص۱۲۷) فاذا کنتم لا تعلمون اسماء ھولاء الذین عرضت علیکم وانتم تشاھدونھم فانتم بما ھو غیر موجود من الامور الکائنۃ التی لم توجد احری ان تکونوا غیر عالمین.(تفسیر ابن کثیر علی فتح البیان ص ۱۲۶)

یہاں ''لاہوتی'' [۱] بھی تھے ''ناسوتی'' [۲] بھی تھے ''کرد'' بھی تھے اور ''سیوحی'' بھی ''نوری'' بھی تھے اور ''ناری'' بھی، مگر یہ اُس کا عین فضل وکرم ہے کہ اُس نے اِن سب کے مجمع میں سے صرف مشتِ خاک کو علم و معرفت کے بیش بہا جواہر کے لیے منتخب فرمایا اور اُس کو خلافت سے نوازا ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے بخش دے۔'' خلیفہ کے اعزاز میں ملائک کو حکم ہوا ﴿اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ (خلیفۃ اللہ) آدم کو سجدہ کرو فرشتوں کا کام اطاعت ہے ﴿فَسَجَدُوْا﴾ چنانچہ آدم علیہ السلام کے سامنے سب نے سجدہ کیا۔ آخر اِنکار کی وجہ بھی کیا تھی ؟ بنی نوعِ آدم کے لیے حکم ہے ﴿فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔ نکتہ سنجانِ اَدب خداوندی نے یہ حکم سنا اور فورًا اُس کی تعمیل کی کیونکہ سر اُسی کا، پیشانی اُسی کی، کعبہ اُسی کا، حجرِ اسود اُسی کا، جس رُخ کا چاہا حکم دے دیا۔

سر رکھ دیا ہم نے درِ جاناں سمجھ کر

(۵) شیطان کی سرتابی :

لیکن فرشتوں کے زمرہ میں ایک وہ بھی تھا جو فرشتہ نہ تھا، اُس کا نام اِبلیس تھا ﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ وہ جنات میں سے تھا اُس نے تعمیلِ ارشاد سے پہلو تہی کی، سجدہ نہ کیا، فورًا جواب طلب کیا گیا۔ ﴿مَامَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَ خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ﴾ [۳] تجھ کو کیا اُٹکاؤ ہوا کہ تو اس کو سجدہ کرے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں [۴] سے بنایا ہے، تو نے غرور کیا، یا واقعی تو درجہ میں بڑھا ہوا ہے۔ موقع تھا کہ وہ عذر کر دیتا کہ آپ کا حکم فرشتوں کے لیے تھا، میں فرشتہ نہیں جنات میں سے

---

[۱] عالم فنا فی اللہ [۲] عالمِ اجسام سے متعلق [۳] سورۂ ص : ۷۵

[۴] دونوں ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور رُوح کو غیب کے ہاتھ سے، اللہ تعالیٰ غیب کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے بناتا ہے اور ظاہر کی چیزیں دُوسری طرح کی قدرت سے بناتا ہے اِس انسان میں دونوں طرح کی قدرت صرف کی۔ (موضح القرآن)

ہوں مگر اُس نے اَمر اِلٰہی کے مقابلہ میں تکبر سے کام لیا ﴿اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ [1] اِنکار کیا اور تکبر کیا، پس کافروں میں سے ہوگیا۔ اُس نے مخلوقات میں تفاوت مراتب شروع کر دیا حالانکہ حضرتِ حق کے سامنے سب کی حیثیت ایک ہے [2] اُس نے کہا ﴿اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ [3] ''میں اِس سے بہتر ہوں، مجھ کو آگ سے پیدا کیا اِس کو مٹی سے۔''

اُس نے پیدائشی نسبت کو فضیلت کا مدار مان لیا حالانکہ حضرتِ حق جل مجدہٗ کا اِرشاد ہے :

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ﴾ [4] ''جو تم میں زیادہ متقی ہے وہ اللہ کے ہاں زیادہ مکرم ہے۔''

ابناءِ آدم میں ذات پات کی اُونچ نیچ بھی اِسی شیطانی منطق کا چربہ ہے حالانکہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے، بارگاہِ حضرت حق میں شیطان کی معصیت قابلِ عفو نہ تھی وہ معتوب ہوا اور حکم نافذ ہوا :

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ ہ وَاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ [5]

''تو نکل یہاں سے تو راندہ ہے تجھ پر لعنت ہے روزِ قیامت تک۔''

(۶) رحمت پر رحمت اور تمرد پر تمرد :

حضرتِ حق جل مجدہٗ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے :

﴿اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ﴾ ''میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔''

---

[1] سُورۃ البقرۃ : ۳۴ [2] سب سے بڑی گستاخی اور سرکشی تو یہ کہ اِرشادِ اِلٰہی کے مقابلہ میں عقلی ڈھکوسلوں سے کام لے رہا ہے اور پھر وہ بھی غلط، آگ کو مٹی سے افضل قرار دیا حالانکہ غور کیا جائے تو مٹی آگ سے بہتر ہے، آگ کی خاصیت ہے سوزش، طیش، سرعت، اِس کے مقابلہ میں زمین یا مٹی کی خاصیت ہے فروتنی، سکون، ثبات و اِستقلال، پھر مٹی میں نشو ونما، زیادتی اور اصلاح، اُگانے اور بڑھانے کی طاقت ودیعت کی گئی ہے، یہی فطری فروتنی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام فورًا توبہ کے لیے جھک گئے اور وہی فطری اِشتعال تھا کہ شیطان مشتعل ہی ہوتا رہا، اِنکسار پاس کو نہ آیا۔ (تفسیر اِبن کثیر وغیرہ) [3] الاعراف : ۱۲ [4] الحجرات : ۱۳ [5] الحجر : ۳۴، ۳۵

شیطان ہر طرح معتوب ہو گیا تھا اب موقع نہ تھا کہ اُس کی کوئی درخواست سنی جائے لیکن ادھر اُس کی جرأت دیکھو کہ اب بھی اُس نے درخواست پیش کر دی ﴿رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾[1] ''اے رب ! مجھے مہلت دیجیے اُس دن تک کہ مردے زندہ کیے جائیں۔''

اُدھر رحمت کی وسعت دیکھو کہ فورًا ہی منظوری صادر ہوئی ﴿فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾[2] ''تجھے مہلت دی گئی وقتِ معلوم کے دن تک۔''

کہا جا سکتا ہے کہ عتاب کے بعد فورًا ہی آثارِ رحمت نمودار ہونے لگے، سمجھ ہوتی تو اِسی مہلت سے فائدہ اُٹھاتا، توبہ اِستغفار سے گناہ معاف کرا لیتا مگر افسوس اُس نے اِس مہلت کے لیے جو پروگرام تجویز کیا وہ اِنتہا درجہ شرمناک تھا یعنی کفر پر کفر، عصیاں پر عصیاں، اُس نے نہایت گستاخی کے ساتھ ایک اعتراض رحمتِ حق پر کیا اور اِنتہائی دیدہ دلیری سے کہا :

﴿ فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۱۶ ، ۱۷)

''جیسا مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان کی تاک میں سیدھی راہ میں بیٹھوں گا، پھر ان کے پاس آگے پیچھے داہنے اور بائیں سے پہنچوں گا۔''

﴿ قَالَ اَرَاَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ (سُورۃ بنی اسرائیل : ۶۲)

''اچھا دیکھیے (یہ میاں) جن کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر آپ مجھے قیامت کے دن تک کے لیے مہلت دیں تو میں باستثناءِ قلیل اِس کی ساری اولاد کو ڈھاٹی دے دُوں گا (مسخر کر لوں گا)۔ جیسا کہ گھوڑے کو ڈھانٹے یعنی لگام باندھ کر مسخر کیا جاتا ہے۔''

---

[1] سُورۃ الحجر : ۳۶ [2] سُورۃ الحجر : ۳۷ ، ۳۸

﴿ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ﴾ (سُورۃ النساء : ۱۱۸ ، ۱۱۹)

''اور کہا کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے وہ حصہ جو تیرے علم اَزلی میں مقرر ہو چکا ہے اور اُن کو بہکاؤں گا، اور اُن کو آرزوئیں دلاؤں گا اور اُن کو سکھاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور اُن کو سکھاؤں گا کہ بدلیں صورت اللہ کی بنائی۔''

معاذ اللہ ! کھلم کھلا بغاوت اور نہ صرف بغاوت بلکہ خداوندِ بالا و برتر کی خدائی کے مقابلہ پر ایک موازی نظامِ شیطانی کا ادعاء، رب صمد پاک بے نیاز کی بارگاہ میں اِس قسم کی بے ہودہ لن ترانیوں سے کیا فائدہ، ذوالجلال و جبروت کا فرمان نازل ہوا :

﴿ اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ٥ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ٥ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ﴾ (سُورہ بنی اسرائیل : ۶۳ ، ۶۴ ، ۶۵)

''چلا جا، ان (ابناءِ آدم) میں سے جو بھی تیرے ساتھ ہوگا تو تم سب کا پورا پورا بدلہ جہنم ہوگا، جن کو تو اپنی آواز سے وارفتہ اور احمق بنا سکے بنالے، ان پر اپنے سوار اور پیادے سب ہی اکٹھے کردے، اُن کے مالوں اور اولادوں میں بھی ساجھا کر، اور ان سے وعدے بھی کر (جیسا کہ مشرکانہ طرز پر منتیں مانی جاتی ہیں چڑھاوے پیش کیے جاتے ہیں)۔ شیطان جو بھی وعدہ کرے وہ محض دھوکا ہے ہاں جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا اثر اور تیری حکومت نہیں ہوسکتی۔''

(۷) سیّدنا آدم علیہ السلام جنت میں :

شیطان لعین مردُود و ملعون بنا کر رحمتِ حق سے دُور ڈال دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرمانِ خداوندی نازل ہوا :

﴿ اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۳۵)

''تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، اور کھاؤ اُس میں سے محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اِس درخت کے پس ہو جاؤ گے بے اِنصاف۔''

حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کے ساتھ جنت میں رہنے لگے، جنت کی اُن نعمتوں سے لذت اندوز ہوتے جو اِنسانی وہم وگمان سے بالاتر ہیں۔ شیریں چشمے سایہ دار درخت لہلہاتے ہوئے مرغزاروں میں صاف وشفاف پانی کے زمین دوز فوارے شیریں اور تازہ پھل، مہکتے ہوئے خوش رنگ پھول تو ہمارے باغیچوں کے دل آویز اور دلکش اوصاف ہیں مگر جنت کی نعمتیں اِن سے کہیں بالا ہیں اِن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ [1]

''وہ نعمتیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں اُن کا وہم وگمان گزرا''

بظاہر جنت سے مراد وہی جنت ہے جس کا وعدہ نیک بندوں کے لیے کیا گیا ہے۔ معتزلہ وغیرہ کا خیال یہ ہے کہ دُنیا کے کسی سرسبز خطے کو جنت سے تعبیر کیا گیا ہے، بہت ممکن ہے کہ اِس کا مأخذ بائبل کی یہ روایت ہو کہ

''خداوند خدا نے عدن میں پورب [2] کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اُس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔'' (پیدائش ص ۴)

مگر قرآنِ پاک کے الفاظ توریت کے اِس مضمون کی تائید نہیں کرتے، اِس بحث میں پڑنا ہمارے موضوع سے خارج ہے، بہرحال قرآنِ پاک کے الفاظ میں سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہ نعمت حاصل تھی ﴿ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴾ [3]

''تم کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکے رہو اِس میں اور نہ ننگے اور نہ پیاسے رہو اِس میں اور نہ دھوپ میں تپو۔''

بہرحال ایک مدت تک حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا خداوندی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔

---

[1] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۴۹۸ [2] مشرق [3] سورۂ طٰہٰ : ۱۱۸

(۸) شیطانی اغواء :

شیطان نے عہد کیا تھا ﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾[۱] میں اِن کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا ﴿لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ﴾[۲] ''ضرور میں لوں گا تیرے بندوں سے مقررہ حصہ اور میں ضرور گمراہ کروں گا اُن کو اور ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اُن کو۔'' جبکہ قرآنِ پاک کی تصریح کے بموجب اُس کی سرشت لطیف مادّہ یعنی ''نار'' سے ہوئی ہے اور وہ جنس جنات میں سے ہے تو اُس کو یہ قدرت بھی ہوئی کہ وہ جنات کی طرح مختلف شکلیں اِختیار کرے، ممکن ہے وہ کسی مقدس بزرگ کی شکل میں نمودار ہوا ہو یا اُس نے سانپ کی شکل اِختیار کرلی ہو جیسا کہ بائبل میں ہے : ''تب خداوند خدا نے عورت (حضرت حوا) سے کہا تو نے یہ کیا کیا، عورت بولی کہ سانپ نے مجھے بہکایا تو میں نے ایسا کیا۔'' (پیدائش : ۱۳)

بہرحال قرآنِ پاک میں اغواء کی شکل یہ بیان فرمائی گئی ہے :

﴿فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى﴾[۳]

''شیطان نے وسوسہ ڈالا اور کہا اے آدم کیا نہ بتاؤں ابدی زندگی کا درخت اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو۔''

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَانَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ o وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ o فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ﴾[۴]

''شیطان نے اُن کو بہکایا تا کہ اُن پر اُن کی شرمگاہ جو اُن کی نظر سے پوشیدہ کردی گئی تھی آشکارا کردے اور کہا کہ تم کو تمہارے رب نے اِس شجرہ سے صرف اِس لیے منع کیا ہے کہ تم کبھی فرشتہ ہو جاؤ یا تم ہمیشہ جینے والے ہو جاؤ اور اِن دونوں سے قسمیں کھائیں کہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں پس دھوکہ نے ان کو پستی میں ڈال دیا۔''

---

[۱] الاعراف : ۱۶ [۲] النساء : ۱۱۸، ۱۱۹ [۳] طٰہٰ : ۱۲۰ [۴] الاعراف : ۲۰ تا ۲۲

(۹) اغواء کے وجوہات اور بدعتوں کی اِختراع :

قرآنِ پاک کے الفاظ پر مکرر غور فرمائیے آپ کو شیطان کی دسیسہ کاری کی عجیب وغریب حقیقت معلوم ہوگی اور واقعہ یہ ہے کہ اُس کے اغواء کا طرز ہر شخص کے مذاق کے بموجب علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے، وہ زنا کار یا شرابی کے لیے اغواء کی شکل یہی اِختیار کرے گا کہ زنا کی خوبیاں اُس کے ذہن نشین کردے گا لیکن کسی متقی یا پرہیزگار کو اِس طرح اغواء نہیں کرے گا بلکہ اُس کے اغواء کی شکل یہ ہوگی کہ کسی گمراہی کو نیکی کی شکل ہی میں اُس کے سامنے پیش کرے گا، بدعتوں کا آغاز اِسی طرح ہوتا ہے چنانچہ بدعت کی تعریف ہی علماء نے یہ فرمائی ہے :

مَا اُحْدِثَ عَلٰی خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ عِلْمٍ اَوْ عَمَلٍ اَوْ حَالٍ اَوْ صِفَةٍ بِنَوْعِ اِسْتِحْسَانٍ وَ طَرِیْقِ شُبْهَةٍ وَجَعَلَ دِیْنًا قَدِیْمًا وَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا [۱]

''یعنی علم یا عمل سے متعلق کوئی ایسی بات جو اُس حق کے برخلاف ہو جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو چکا ہے کسی قسم کی ظاہری پسندیدگی اور مشابہت کے باعث ایجاد کرلیا گیا ہو اور پھر اُس کو دینِ قدیم اور صراطِ مستقیم گردان لیا گیا ہو۔''

اِسی لیے رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہوا : مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَھُوَ رَدٌّ . [۲]
''جو شخص ہمارے اِس کام (اسلام) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرے جو اِسلام کی نہ ہو تو وہ اُسی پر رد ہے۔''

اور اِسی لیے رسول اللہ ﷺ نے دینِ قیم کا یہ معیار قرار دیا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ وہ یہ کہ اس پر میں ہوں اور میرے ساتھی۔

قرآنِ پاک میں اِرشاد ہوا : ﴿وَلَوْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا﴾ [۳]
''اگر وہ اِسی طرح ایمان لے آئے جیسے تم ایمان لائے تو وہ ہدایت یافتہ ہیں۔''

---

[۱] شرح نقایہ ومراقی الفلاح وطحطاوی [۲] مسلم شریف کتاب الاقضیة رقم الحدیث ۱۷۱۸
[۳] سُورة البقرة : ۱۳۷

اور بدعت کے متعلق اِرشاد ہوا : كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ
''ہر ایک بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آتش جہنم میں ۔''

سیّدنا آدم علیہ السلام کے اغواء کی شکل بھی وہی اِختیار کی جو ایک قربِ الٰہی کے عاشق اور شیدائی کے لیے نہایت دلفریب تھی ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے شجرِ ممنوعہ کی تاثیر بیان کی کہ

(۱) اِس کے کھانے سے انسان فرشتہ ہو جاتا ہے ۔

(۲) یہ آبِ حیات کی خاصیت رکھتا ہے یعنی اِس کو کھا کر انسان ہمیشہ ہمیشہ اِس جنت میں رہیگا

اور پھر ممانعت کا فلسفہ یہ بیان کیا کہ مرضیٔ خداوندی یہ ہے کہ آپ فرشتہ نہ ہوں اور آپ کا قیام اِس باغ میں دائمی نہ ہو ۔ توریت کی تصریح کے بموجب وہ نیکی اور بدی کی پہچان کا درخت تھا ۔ [1] اب شیطان کی منطقی دلیل کا حاصل یہ ہوا کہ اِس درخت کا پھل کھا کر جب آپ نیکی اور بدی کی پہچان حاصل کر لیں گے تو بدی سے محفوظ رہیں گے، نیکی ہی پر عامل رہیں تو آپ ترقی کرتے کرتے تقرب اِلی اللہ کا بہت اُونچا مرتبہ حاصل کر لیں گے اور بدی کے باعث جو اِس جنت سے نکلنے کا خطرہ ہے اُس سے بھی آپ محفوظ ہو جائیں گے ۔

---

[1] قرآن شریف یا صحیح اَحادیث میں اِس درخت کے متعلق کوئی تصریح نہیں آئی کہ کس چیز کا تھا ؟ علماءِ مفسرین کے اقوال مختلف ہیں کہ وہ انگور، انجیر، گیہوں یا کھجور کا درخت تھا ۔ ابو العالیہ کا قول ہے کہ وہ درخت ایسا تھا جس کے کھانے سے بول و براز کی حاجت ہوتی تھی ۔ وہب بن عنسیہ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا درخت ہے جس کو فرشتے کھاتے ہیں خلود اور ابدی زندگی کے لیے (تفسیر اِبن کثیر جلد ۱ ص ۱۳۵) ۔ حضرت وہب بن منبہؒ کے اِرشاد کے بموجب گویا شیطان کا بیان بھی صحیح تھا مگر چونکہ حکمِ اِلٰہی کی مخالفت ہوئی اِس لیے حضرت آدم علیہ السلام معتوب ہوئے، مگر قرآنِ پاک کی دُوسری آیت جو اِسی مضمون میں ذکر کی گئی ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ اِس درخت کے کھاتے ہی اُن کی شرمگاہیں ظاہر ہونے لگیں، اِس سے بظاہر حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول راسخ معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخت تھا جس سے بول و براز کی حاجت ہونے لگتی تھی ۔

اگر واقعہ توریت کی تصریح کے بموجب یہ درخت ایسا ہی تھا جس کے کھانے سے نیکی اور بدی کی پہچان کی قوت پیدا ہو جاتی تھی تو اغوا کا سبب ایک نہایت دقیق لطیفہ ہوگا یعنی یہ کہ کوئی چیز اپنا اَثر خود سے کرلیتی ہے یا اُس کی تاثیر کے لیے بھی حکمِ خداوندی کی ضرورت ہے مثلاً زہر کو مہلک مانا جاتا ہے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ تاثیر زہر میں خداوندِ عالم نے پیدا کی ہے لیکن اِس کی تاثیر کی کیا صورت ہوتی ہے آیا خداوندی قدرت ایک مرتبہ یہ اَثر زہر میں پیدا کر کے اب فارغ اور معطل ہو کر بیٹھ گئی یا شکل یہ ہے کہ جب کسی نے مثلاً زہر کھایا تو اب پھر حکمِ اِلٰہی ہوتا ہے اور زہر میں اِس تاثیر کی قدرت کا جدید فیضان ہوتا ہے اور جب تک اَمرِ الٰہی نہ ہو زہر محض بیکار رہے۔

توضیح کے طور پر یوں خیال فرمائیے کہ بجلی ایک خاص طاقت ہے جو اگر قمقمہ میں پہنچتی ہے تو روشنی کا کام کرتی ہے اور پنکھے پر پہنچتی ہے تو حرکت پیدا کرنے کا کام کرتی ہے جس سے ہوا پیدا ہوتی ہے قمقمہ روشنی کے لیے ہے، پنکھا ہوا کے لیے لیکن فائدہ جب حاصل ہوگا کہ جب بجلی آجائے، اِس کے بغیر نہیں، تو آیا زہر کی حیثیت اُس قمقمہ جیسی ہے یا زہر کی مثال بجلی کے مخزن کی ہے جس میں بجلی بند ہے۔

شجرہ کی صورت میں اِسی مثال کو چسپاں کیجئے تو سوال یہ ہوا کہ آیا یہ شجرہ نیکی اور بدی کی پہچان کی قوت کا ایک مخزن تھا یا قمقمہ کی طرح وہ ایک علامت تھا کہ قانونِ قدرت اُس کے متعلق یہ تھا کہ جب کوئی کھالے تو نیکی اور بدی کی پہچان کی قوت کا فیضان ہوتا تھا۔ یہ مسئلہ علمِ کلام کا وہ باریک مسئلہ ہے جس کے متعلق قرآنِ پاک کے نزول کے بعد بھی دو رائیں ہوگئیں۔

فرقہ معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام چیزوں کی مثال بجلی کے مخزن کی ہے، قانونِ قدرت نے تمام چیزوں میں تاثیر پیدا کردی اب یہ چیزیں بذاتِ خود اَثر کرتی ہیں۔

اور اہلِ سنت والجماعت کا مذہبِ حق یہ ہے کہ دُنیا کی تمام چیزیں ایک علامت کی حیثیت رکھتی ہیں، یہ صورت قطعاً نہیں کہ اِن چیزوں میں طاقت ودیعت کر کے قدرتِ الٰہی معطل اور فارغ

ہو کر بیٹھ گئی ہو بلکہ دستورِ الٰہی یہ ہے کہ موقع بہ موقع قدرت اور تاثیر کا فیضان ہوتا رہتا ہے جب تک قدرت کا فیضان نہ ہو ہاتھ حرکت نہیں کر سکتا زبان بول نہیں سکتی آنکھ دیکھ نہیں سکتی کان سن نہیں سکتے اور زہر مار نہیں سکتا۔

میں نہیں کہہ رہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے معتزلہ کے مسلک کی حمایت کی، ہرگز نہیں ! ہرگز نہیں ! ! میرا مقصد یہ ہے کہ اُس مسئلہ کی پیچیدگی کا اظہار کردوں جو حضرت آدم علیہ السلام کے لیے مغالطہ کا باعث ہوگیا۔ ہاں اِس واقعہ سے ہمیں ایک دُوسرا سبق ملتا ہے کہ کسی مسئلہ کی منطقی یا فلسفی موشگافیوں میں پڑ کر یہ شکل قطعاً جائز نہیں کہ باری تعالیٰ عزاسمہ' کے کسی صریح اِرشاد کی مخالفت کی جائے۔

(۱۰) نَسِیَ اٰدَمُ فَنَسِیَ ابْنُہٗ :

آدم علیہ السلام بھول گئے تو اُن کی اولاد بھی بھولنے لگی ، اِرشادِ الٰہی تھا :

﴿ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۳۵)

''اور اِس درخت کے قریب مت جاؤ کہ ظالم ہو جاؤ گے۔''

مگر سیّدنا آدم علیہ السلام قربِ الٰہی کے شوق، جنت میں دوام اور خلود کی طمع اور پھر تاثیرِ شجرہ کے متعلق ایک عجیب وغریب پیچیدگی میں ایسے منہمک ہوگئے کہ باری تعالیٰ عزاسمہ' کے اِرشاد کا خیال نہ رہا ﴿فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴾ [۱] ''حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے ہم نے اُن کا عزم نہیں پایا۔''

''نِسیاں'' کو ''عِصیاں'' کیوں کہا گیا :

مگر ایک ایسے شخص سے جو نبی ہو یا نبی ہونے والا ہو جو تقربِ الٰہی کے اُونچے مرتبے کا مالک ہو جس کو خطاب وکلام سے نوازا گیا ہو ایسا انہماک واستغراق بھی ایک لغزش ہے۔ سچ پوچھو تو یہ استغراق بھی اللہ ہی کے لیے تھا مگر افسوس کہ اِرشادِ صریح کے مخالف ہوگیا، اِس کی مثال ایسی خیال فرمائیے کہ نماز پڑھتے پڑھتے کوئی شخص قرآنِ پاک کی فصاحت وبلاغت میں ایسا محو ہوا کہ کچھ کا کچھ پڑھ گیا یا معانی

---

[۱] سُورہ طٰهٰ : ۱۱۵

قرآن کے غور وفکر میں ایسا منہمک ہوا کہ رکوع کا خیال ہی نہ رہا سجدہ میں چلا گیا ایسی صورت میں اُس کی نماز نہ ہوگی یا سجدہ لازم آئے گا بلکہ حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول تو یہی ہے کہ نماز کی حالت میں قرآنِ پاک کی فصاحت و بلاغت میں محویت اُس اُونچے درجہ کے لیے حجاب بن جاتی ہے جو نماز سے مقصود ہے، بہرحال چونکہ یہ محویت اُس اُونچے مرتبے کے مخالف تھی جو حضرت آدم علیہ السلام جیسے مقربِ بارگاہِ ربِ صمد کے لیے شایاں ہے تو اِس پر تنبیہ وارد ہوئی اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے خود حضرتِ حق نے معذرت فرمادی کہ ''بھول گئے تھے، نافرمانی کا عزم نہ تھا'' اِسی طرح اس اُونچے مرتبے کا لحاظ فرماتے ہوئے یہ سخت الفاظ بھی فرمائے گئے ﴿ وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ﴾[1] ''آدم (علیہ السلام) نے نافرمانی کی پس راہ سے بہکا۔'' حضرت علامہ اُستاذ مولانا انورشاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ الفاظ اِسی دستور کے بموجب ہیں۔

جن کے رُتبے ہیں سِوا اُن کی سِوا مشکل ہے

مشہور ہے کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے ایک مرتبہ پیروں کی اُنگلیوں کا خلال (جو مستحب ہے اور جس سے عام لوگ واقف بھی نہیں ہوتے) رہ گیا تو آپ اِس مستحب کے ترک پر چھ ماہ تک روئے۔ ایک بزرگ نے مسجد میں داخل ہوتے وقت داہنے پیر کے بجائے بایاں پیر رکھ دیا تو معتوب ہوئے۔ نزدیکاں رابیش بود حیرانی[2]

بہرحال اِس نسیان پر فوراً تنبیہ ہوئی :

﴿ فَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (سُورۃ الاعراف : ۲۲)

''اُن کو پروردگار نے ندا دی، کیا میں نے تم کو اِس درخت سے منع نہ کر دیا تھا اور کیا یہ نہ کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔''

---

[1] سُورہ طٰہٰ : ۱۲۱ [2] ترجمہ : مقربین کو حیرانی زیادہ ہوتی ہے۔

کمالِ نیازمندی :

بہرحال ایک غلطی ہوئی جس کی وجوہات وہی ہیں جن کی طرف تحریرِ سابق میں اِشارہ کیا گیا، اِن کے علاوہ اور بھی وجوہات بیان کی گئی ہیں جن کو ہم نے بنظرِ اختصار نقل نہیں کیا ہے۔ اب اِس تنبیہ کے بعد موقع تھا کہ سیّدنا آدم علیہ السلام معذرت کرتے اور غلطی کی وجوہات بیان کر کے براء ت کی سبیل نکالتے مگر کمالِ نیازمندی یہ ہے کہ انسان خود کو سراسر تقصیر اور سرتاپا ہیچ سمجھے اور اعترافِ تقصیر میں کوتاہی نہ کرے۔ غور فرمایئے یہ پوری ہستی جس کا نام انسان ہے اِس کی حیثیت ہی کیا ہے، صرف یہی ایک مشتِ خاک ہے جس کو لطفِ الٰہی نے اتنا نوازا کہ مسجودِ ملائک بنا دیا، یہ مشتِ خاک کی خوبی ہے یا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی قدر افزائی ؟ انسان اپنی حقیقت سے جب تک ناواقف رہتا ہے وہ اپنی ہستی میں اُلجھا رہتا ہے لیکن جیسے جیسے چشمِ معرفت میں بصیرت پیدا ہوتی رہتی ہے وہ اپنی ہستی کو فنا، اپنے عمل کو حقیر، اپنی جدوجہد کو ناچیز سمجھتا رہے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (جن کو صدیقیت کا وہ خطاب عطا ہوا جو اُمتِ محمدیہ میں کسی کو حاصل نہیں ہوا، خود قرآنِ مجید میں جابجا اِن کی توصیف فرمائی گئی) فرمایا کرتے تھے ''اے کاش ! میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔'' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا گیا کہ آپ حرمِ کعبہ میں سر رکھے ہوئے اِلتجا کر رہے ہیں ۔

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر قلمِ عفو بر گناہ ہم کش ١

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں اور بہت ہی خوب فرماتے ہیں ۔

عاصیاں از گناہ توبہ کنند عارفاں از عبادت اِستغفار ٢

بہرحال حضرت آدم علیہ السلام نے نداءِ الٰہی کے جواب میں فوراً عرض کیا :

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ (الاعراف : ٢٣)

---

١ میں یہ نہیں کہتا کہ میری طاعت کو قبولیت بخش (بلکہ میری صرف یہ اِلتجا ہے کہ) معافی کا قلم گناہوں پر کھینچ دے

٢ گناہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارفین عبادت سے (عبادت کے بعد بھی) اِستغفار کرتے ہیں۔

''اے رب ہمارے ہم نے اپنے اُوپر ظلم کیا اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ فرمائیں گے تو بلا شبہ ہم خائب و خاسر ہوں گے۔''

سببِ فضیلت :

حضرت آدم علیہ السلام کی افضلیت کا سبب عام طور پر علم قرار دیا گیا ہے اور آیات کتاب اللہ کی ظاہری سطح سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے مگر رموز شناسانِ حقیقت کی تحقیق یہ ہے کہ وجہ فضیلت کمالِ نیازمندی ہے جس کا نام عبدیت ہے۔ سیّدنا حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ [1] فرمایا کرتے تھے شیطان نے ماہیت پر بحث شروع کردی اور راندۂ درگاہ ہو گیا، حضرت آدم علیہ السلام نے نیازمندانہ اعترافِ جرم کیا وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ حضرت آدم علیہ لسلام کے لیے بحث کی گنجائش زیادہ تھی۔

✿ ✿ ✿ (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

---

[1] شیخ الحدیث دارُالعلوم دیوبند

﴿ سلسلہ نمبر : ٦ ﴾

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین وخدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عندالناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

دعوت اِلی اللہ

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ ﴾

یہ تقریر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۶؍ جولائی ۱۹۵۷ء کو بعد نماز جمعہ بمقام ارکونم ضلع شمالی آرکاٹ (مدراس) میں ایک تبلیغی اجتماع میں فرمائی، تاثر کا یہ عالم تھا کہ سارا مجمع رو رہا تھا، یہ بھی حسرت ناک اتفاق ہے کہ یہ حضرتؒ کا سب سے آخری سفر تھا اور تقریر بھی آخری تھی اِس سفر ہی میں وہ مرض لاحق ہوا جس میں واپسی پر حضرت موصوف کئی ماہ گھرے رہے اور آخر کار اِسی سلسلۂ علالت میں آپ نے اِنتقال فرمایا۔ (مرتب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ ! فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ﴾[1]

محترم بھائیو اور بزرگو ! اللہ تعالیٰ کے احسانات تمام مخلوقات پر خصوصًا انسانوں پر نہایت زیادہ ہیں جن کی کوئی حد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً ہم تمام انسانوں کو اپنی نعمتوں سے ڈھانک لیا ہے

---

[1] ''حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ اُن میں اُن ہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کے سناتے ہیں اور اُن لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور اُن کو کتاب اور فہم کی باتیں سناتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ اس سے قبل صریح غلطی میں تھے۔ (سُورہ آلِ عمران : ۱۶۴)

اِرشادِ باری ہے ﴿ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَلَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ﴾ (سُورہ لقمن : ۲۰)

اللہ تعالیٰ نے تمام عالمِ انسانیت کو چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی نعمتوں سے ڈھانک رکھا ہے، اپنی تمام مخلوقات میں خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ شرافت اور بڑائی انسان کو عطا کی ہے۔ پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے ہماری نجات کے واسطے ہر قسم کی بھلائی کا عالمِ اَرواح میں، ماں کے پیٹ میں، طفولیت کے عالم میں سامان کیا ہے اُسے کوئی حاجت نہیں کہ ہم کو نجات ملے ﴿وَرَبُّكَ الْغَنِىُّ ذُو الرَّحْمَةِ ﴾ [1] اُس کی شفقت ہے کہ آخرت کے لیے بھی ہر قسم کی بھلائی کا سامان کیا اُس نے اپنا فضل فرمایا ہے کہ ہم کو پیدا کیا انسان بنایا اور تمام اعضاء مکمل کر دیے عقل دی، ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک وغیرہ سب اعضاء دیے یہ کافی ہے اُس کو حجت قائم کرنے کے واسطے، لیکن پروردگار نے اپنی شفقت سے دوسری چیز بھی مقرر کی اُس نے ہر زمانے میں اپنے مقرب بندوں کو ہماری اصلاح کے لیے بھیجا جنہوں نے ہماری اصلاح کے لیے اپنی جان کی بازی لگا کر کوشش کی اور ہماری بھلائی کی فکر کی اور ہر ظلم وستم کو برداشت کیا، ابتداء سے یہ سلسلہ جاری ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے واقعات سنتے آئے ہیں ہمارے آقائے نامدار ﷺ تمام پیغمبروں کے سردار جن کے لیے عالم اَرواح میں انبیاء (علیہم السلام) سے عہد لیا گیا تھا :

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾ (سُورہ اٰلِ عمران : ۸۱)

انبیاء کی روحوں کو جمع کر کے اُن سے عہد لیا گیا کہ اگر تمہارے زمانے میں وہ پیغمبر آجائے تم اُس پر ایمان لانا اور مدد کرنا۔ وہ پیغمبر جو سب انبیاء علیہم السلام کے علوم کو جمع کرنے والا نبی آخر الزمان ہے ہم کو عطا فرمایا پھر انبیاء علیہم السلام سے پوچھا ﴿ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ﴾ کیا تم نے اِقرار کیا ﴿قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا﴾ کہا ہم نے اِقرار کیا۔ (سورہ آلِ عمران : ۸۱)

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ایسا پیغمبر عطا فرمایا اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اُن کے طریقہ پر عمل

[1] سُورۃ الانعام : ۱۳۳

کرنے میں کوتاہی کریں، اللہ کا محبوب اور سب سے اُونچا پیغمبر بغیر مانگے ہم کو عنایت فرمایا حالانکہ پہلی اُمتوں نے مانگا تھا اور اُن کو نصیب نہیں کیا، شفقت والا، رحمت والا، کمال والا، علم والا اور زہد و تقوی والا پیغمبر ہم کو عطا فرمایا، یہ اُس کا احسان ہے ہماری نالائقی ہے کہ ایسے پیغمبر کو پانے کے بعد بھی ہم اُس کی اطاعت نہ کریں ﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ ﴾ یعنی بیشک اللہ پاک نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ اُن ہی میں سے ایک عظیم الشان پیغمبر مبعوث فرمایا، ہمارا ہادی اگر کوئی فرشتہ یا جن ہوتا تو اُس کو ہم پر ایسی شفقت نہ ہوتی۔ بہرحال آقائے نامدار ﷺ ہماری اصلاح کے لیے بھیجے گئے اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور اِس کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی قوتِ علمی و عملی سب دے دی شدتِ رحمت کی وجہ سے اُس نے اِسی پر اکتفاء نہ کیا کہ عقل اور سمجھ دے دی اور اِسی پر عمل کا مطالبہ نہ کیا جیسا کہ آپ اپنے فرزند کو سرمایہ دے کر تجارت کرنے کو کہتے ہیں کہ اگر نقصان کیا تو سزا ملے گی۔ اگر ایسا اللہ بھی فرماتا تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی شفقت ہے کہ اُس نے انبیاء علیہم السلام کو بھی روانہ کیا ﴿ رُسُلاً مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ [1] پیغمبروں کو اِس لیے بھیجا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں دُنیا میں راستہ دکھانے والا نہیں آیا تھا، راستہ دکھانے والے اخیر زمانے میں ہمارے آقا کو جو رحمتِ مجسم ہیں بھیجا وہ ۲۳ برس منصبِ نبوت پر فائز رہے ۴۰ برس کی عمر میں تاجِ رسالت پہنایا گیا، ۶۳ برس کی عمر میں دُنیا سے رخصت ہوئے، اِس عرصہ میں آپ کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور کتنا ستایا گیا، آج وہ بھی تکلیف دے رہے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف کر رہے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ستا نہیں رہے ہیں ؟ بیٹا اگر خلاف کرے تو صدمہ ہوتا ہے حضور ﷺ کی خدمت میں ہفتہ میں دو مرتبہ اعمال پیش ہوتے ہیں، باپ کو اولاد سے محبت ہوتی ہے نبی کو اپنی اُمت سے باپ سے زیادہ محبت و شفقت ہوتی ہے جب آپ کے سامنے پیش کیا جائے کہ آپ کا فلاں اُمتی غیروں کا متبع ہے ڈاڑھی منڈاتا ہے تو آپ کو صدمہ نہ ہوگا ؟

---

[1] سورۃ النساء : ۱۶۵

ایک بار ایران کا سفیر بادشاہ دہلی کے پاس آیا۔ مرزا بیدؔل کا صوفیانہ کلام پڑھ کر لوگ قطب سمجھتے تھے، بادشاہ کے دربار میں سفیر ایران آیا تو مرزا کا تعارف بھی کرایا گیا ڈاڑھی منڈی تھی، پوچھا

آغا ریش می تراشی [1]

مرزا نے کہا

رِیش می تراشم و لیکن دل کسے را نمی خراشم [2]

سفیر نے جواب دیا

بلے دلِ رسول اللہ می خراشی [3]

مرزا صاحبِ کمال تھے، غلطی معلوم ہوئی تو سر نیچا کر لیا گھر گئے اور تین دن تک شرمندگی سے باہر نہ آئے۔

آقائے نامدار ﷺ کے سامنے اعمال پیش ہوں کہ فلاں اُمتی یورپین فیشن کرتا ہے تو کیا حضور ﷺ کے دلِ مقدسہ کو صدمہ نہ ہوگا ؟ پہلے بھی ستائے گئے۔

لَقَدْ اُوْذِ یْتُ فِی اللّٰہِ مَا اُوْذِیَ اَحَدٌ مِّثْلِیْ وَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ مَا اُخِیْفَ اَحَدٌ مِّثْلِیْ . (الحدیث)

''میں اللہ کی راہ میں اِتنا ستایا گیا کہ کوئی اِس قدر نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اِس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو اِس قدر ڈرایا نہ گیا۔''

غرض ہر طرح سے آقائے نامدار ﷺ نے تکلیفیں اُٹھائیں اور آج سنت کی خلاف ورزی کر کے رسول اللہ ﷺ کو ستاتے ہیں۔

منیب رضی اللہ عنہ صحابی بنی سلیم کے کہتے ہیں کہ (ایامِ جاہلیت میں) میں حج کو گیا تھا عرفات کے میدان میں دیکھا کہ ایک نوجوان سرخ عبا پہنے ہوئے یہ کہتا جا رہا ہے یآاَیُّھَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰہَ تُفْلِحُوْا .....

---

[1] اے آغا تو ڈاڑھی منڈا رہا ہے۔ [2] ڈاڑھی منڈا رہا ہوں کسی کا دل نہیں چیر رہا۔
[3] ہاں دلِ رسول اللہ تراش رہا ہے (زخمی کر رہا ہے)۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا اے لوگو ! ایک اللہ کو مانو فلاح پا جاؤ گے.....اے لوگو ! لا اِلٰہ اِلا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے۔ایک شخص اُس کے پیچھے پتھر مارتا اور کہتا جاتا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ لَا تَسْمَعُوْا اَنَّہٗ کَذَّابٌ اے لوگو ! اِس کی بات نہ سنو یہ بڑا جھوٹا ہے،نعوذ باللہ! میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ کہا گیا وہ شخص قریش کا ایک نوجوان ہے جو پیغمبری کا دعوی کرتا ہے پتھر مارنے والا اُس کا چچا ابولہب ہے۔ایسے متعدد واقعات پیش آئے ۲۳ برس تک آقائے نامدار ﷺ دین کی دعوت دیتے رہے اور طرح طرح کے مظالم سہتے رہے بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکید آتی رہی :

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ o اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾(سُورۃ النحل : ۱۵ ، ۱۶) ؎۱

دوسری جگہ اِرشاد ہے :

﴿ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾ (حم سجدہ : ۳۴) ؎۲

صبر کرو اور تحمل کرو اور غمگین نہ ہو،تنگ نہ ہو، بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہوتیں، پتھر کا جواب پتھر سے اور گالی کا جواب گالی سے مت دو بلکہ پتھر کا جواب پھولوں سے دو، گالی کا جواب تعریفوں سے دو ﴿وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ ؎۳ جب جاہلوں سے مقابلہ ہو جائے تو سلام کہہ کر چلے جاؤ۔

مکہ کی تیرہ سالہ زندگی ایسی ہی گزری، کفار ظلم کرتے رہے اور آپ صبر کرتے رہے اِس کے بعد مدینہ ہجرت فرمائی، ہر چیز قربان کی، اپنی راحت اور گھر بار چھوڑا، مدینہ پہنچ کر بھی آپ کو کفار نے چین لینے نہ دیا، اعلان کیا گیا کہ جو حضرت محمد ﷺ کا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر لائے اُس کو ہر ایک کے لیے سو اُونٹ اِنعام میں دیے جائیں گے، دشمنوں نے ہر جگہ ڈھونڈ ھنا شروع کیا مگر آپ کا

؎۱ اور آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور اُن پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اُن سے تنگ دل نہ ہو جیے۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔ ؎۲ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے) تو اب آپ (مع اَتباع) نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجیے۔ ؎۳ سُورۃ الفرقان : ۶۳

محافظ خدا تھا اُس نے اپنے لطف و کرم سے آپ کو چھپا کر مدینہ پہنچا دیا، مدینہ والوں کو مکہ سے زوردار خط بھیجا گیا کہ اِن کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ جنگ ہوگی، تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے عورتوں کو باندی اور بیٹوں کو غلام بنا کر تمہارے باغوں کو اُجاڑ دیں گے۔ یہ سن کر بڑے بڑے بوڑھوں کے پیروں تلے زمین نکل گئی، مدینہ کے بڈھے تجربار کہتے تھے کہ ہم قریش سے لڑ نہیں سکتے قریش سب سے زیادہ قوت والے پیرزادے اور سارے عرب اُن کے طرفدار ہیں۔ نوجوانوں نے پہلے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اور ہر قبیلہ کے نوجوان حمایت کے لیے تیار تھے بوڑھے مقابلہ سے ڈرتے تھے اور آپ کو (کفارِ مکہ کے) حوالے کرنے پر آمادہ تھے قریب تھا کہ آپس میں تلوار چل جاتی حضور اَقدس ﷺ نے دونوں کو سمجھایا یہاں تک کہ سکون ہو گیا، قریش کو جواب دیا گیا کہ جو چاہو کر لو ہم تو حضور ﷺ کی حفاظت کریں گے، کیا آنحضرت ﷺ کسی کے قاتل تھے یا کسی کی جائیداد چھین لی تھی ؟

ابتداء سے وہ سب کے سب احسان کرنے والے، سچ بولنے والے، امانت رکھنے والے اور سب کی خدمت کرنے والے تھے، آپ صرف یہ فرماتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، پتھروں کو نہ پوجو اِس کے سوا اور کوئی بات نہ تھی۔ اِس جواب پر سب کے سب چراغ پا ہو گئے کانفرنس کی گئی اور طے کیا گیا کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے، خوب چندہ کیا گیا ایک ہزار اُونٹ سامان خرید کر لانے کے لیے ملکِ شام بھیجے گئے۔

غرض آقائے نامدار ﷺ صرف توحید کی تبلیغ کرتے رہے، کسی کا مال نہیں چھینا کسی کی عزت پر حملہ نہیں کیا لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کی دعوت دی۔ تیئس سال تک ہر طرح سمجھایا اصلاح کی، آخر حجۃ الوداع میں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے تقریبًا ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہ کرامؓ کے مجمع میں اُونٹ پر بیٹھ کر ایک عظیم الشان خطبہ دیا جو بہت طویل تھا، گویا تیئس برس کی تعلیم کا نتیجہ پیش کر دیا پھر تین مرتبہ فرمایا اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا دیے ؟ سب نے ایک زبان ہو کر تین مرتبہ کہا بَلَّغْتَنَا وَنَصَحْتَنَا بے شک آپ نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی اِس پر تین مرتبہ آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی۔

بھائیو ! آپ کی یہ مجلس تبلیغ کی ہے یہ تبلیغ اصل میں وظیفہ آقائے نامدار ﷺ کا ہے وہ کام جو تم کر رہے ہو معمولی نہیں، تم کو کیسی خدمت سپرد کی ہے، حقیقت میں کام لینے والا اللہ ہے، اگر وہ نہ چاہتے تو تم کیا کرتے ؟ ﴿ وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ [۱] ارشاد ہے ﴿یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰاکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ﴾ [۲]

خدا کا فضل ہے کہ اُس نے تمہارے دلوں میں اِس چیز کو ڈالا ہے، اِسی ہندوستان میں ہمارے باپ دادا اور بہت سے لوگ گزر گئے جو آپس میں لڑتے رہے اور دُنیا کے پیچھے پڑے رہے لیکن اُن کو تبلیغ کا کبھی خیال نہیں آیا۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانے کے علماء اور اہلِ خیر کو اِس کی توفیق دی، تم بہت سے بندگانِ خدا کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر رہے ہو، جو کلمہ اور نماز نہیں جانتے تھے کیا وہ مستحقِ دوزخ نہ تھے ؟ تم اُن کو سمجھا کر اللہ کے راستے پر چلاتے ہو تو کیا دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل نہیں کر رہے ہو ؟ اللہ جس کو چاہتا ہے بچاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گراتا ہے ۔

منت مَنہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی منت شناس اَزو کہ بخدمت گزاشتت [۳]

خدا کا شکر کرو کہ اُس نے تمہیں اِس کی توفیق دی، یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے لوگ تمہاری بات نہیں مانیں گے، تم کیا ہو ؟ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی بات نہ مانی اور آپ کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا ؟ تم گھبراؤ نہیں پریشان نہ ہو، اگر بے وقوف اور جاہل برا بھلا کہیں، طعنہ دیں تو سن لو ! یہ سنت ہے آنحضرت ﷺ کی اور سنت ہے انبیاءِ سابقین کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا لَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ مَا اُوْذِیَ اَحَدٌ مِّثْلِیْ وَلَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ مَا اُخِیْفَ اَحَدٌ مِّثْلِیْ (الحدیث)

---

[۱] اور تم بدونِ خدائے رب العالمین کے چاہنے کے کچھ نہیں چاہ سکتے۔ (سُورۃ التکویر : ۲۹)

[۲] یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ مجھ پر اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو۔ (الحجرات : ۱۷)

[۳] تو اِحسان نہ جتلا کہ سلطان کی خدمت کر رہا ہے بلکہ اُس کا اِحسان سمجھ جس نے تجھے خدمت پر رکھا ہے۔

اگر تمہیں کامیابی نہ ہوئی اور کوئی بھی سیدھا نہ ہوا اِس کے باوجود تمہارا بڑا درجہ ہے اور تمہیں پورا اَجر ملے گا، تم اطمینان رکھو تمہارا کام اللہ کے دربار میں مقبول ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر فتح کرنے کے لیے بھیجتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا جاتے ہی قتال شروع کر دُوں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا وہاں جا کر ٹھہرو اور لوگوں کو لا اِلٰہ اِلا اللہ کی طرف بلاؤ اگر نہ مانیں تو دُوسرا معاملہ کرنا اِس لیے کہ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا [1] ایک آدمی کو بھی تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہدایت کردے تو وہ تمہارے لیے دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ دُوسری روایت میں ہے کہ تم کو جوان اُونٹوں کے ملنے سے بھی بہتر ہے۔

بھائیو ! تم نے جو قدم اُٹھایا ہے وہ مبارک ہے اللہ پاک تمہاری جدوجہد سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور تم سے اسلام کی خدمت لے، تم ہرگز تنگ دل مت ہو، تکلیفیں اُٹھانی پڑیں گی جیسے کہ حضور اَقدس ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اُٹھانی پڑیں، کیا تم کو خبر ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرب سے کیوں نکلے ؟ وہ عراق میں پہنچے، شام، ایران، افغانستان، سندھ، یوپی، بہار اور جنوب میں دکن تک پہنچے، یہاں تک کیوں پہنچے ؟ اُن کا مقصد کیا تھا ؟ کیا ملک فتح کرنا تھا ؟ کیا دولت لوٹنی تھی ؟ ہرگز نہیں۔ اُن کا اصل مقصد لا اِلٰہ اِلا اللہ کی دعوت دینا تھا، دُنیا کو سچے دین پر لانا تھا اللہ کے بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملانا تھا اور دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرنا تھا، بعد والوں نے بے وقوفی کی کہ دُنیا کے پیچھے پڑ گئے، تاریخ گواہ ہے کہ ہند میں باہر سے آنے والے مسلمانوں کی تعداد صرف چار پانچ لاکھ تھی مگر تقسیمِ ہند کے وقت دس کروڑ پچیس لاکھ مسلمان تھے، ہمارے بزرگ اَسلاف نے اور اولیائے کرام نے تبلیغ دین کے لیے بہت ہی کوششیں کیں۔ ایک انگریز سمتھ لکھتا ہے کہ :

---

[1] اور البتہ اگر ہدایت دے دیں اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے کسی آدمی کو، بہتر ہے تیرے لیے دُنیا اور اُس کے اندر جو کچھ ہے اُس سب سے۔

'' حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے دستِ مبارک پر نوے لاکھ ہندو مسلمان ہوئے ''

اُن کے پاس کیا تھا ؟ کوئی فوج تھی ؟ فقط اللہ کی معرفت کا خزانہ تھا۔ ہر جگہ اللہ کے سچے بندے گزرے ہیں جنہوں نے دین کی تبلیغ کی، میں نے تاریخ ترکی میں دیکھا کہ ترک قوم کے تین لاکھ خاندان ایک دن میں مسلمان ہوئے۔ اللہ کا کرم کہ تبلیغ کی کوشش وہ پھل لائی کہ ایک زمانے میں بعض حکام کو یہ تدبیر کرنی پڑی کہ وہ اپنی رعایا کو مسلمان ہونے سے روکیں۔ سن سو ہجری (۱۰۰ھ) میں خلافتِ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں خراسان کے حاکم کو یہ خطرہ ہوا کہ جزیہ بند ہونے سے خزانہ خالی ہو جائے گا اِس لیے اعلان کرنا پڑا کہ کسی کا اسلام اُس وقت تک قبول نہ کیا جائے جب تک وہ بوڑھا نہ ہو، یہ تکلیف دہ بات تھی اِس حکم کے جاری ہونے سے اسلام کی ترقی رُک گئی۔ اب خلیفہ کو اِطلاع ملی کہ والیٔ خراسان نے اسلام پر پابندی لگادی ہے تو آپ نے اُس کو معزول کر کے دُوسرے کو مقرر کر دیا اور فرمایا حضور اَنور ﷺ اِس لیے آئے تھے کہ اس پر اسلام کو موقوف رکھا جائے ؟

میرے بھائیو ! ہمارے اَسلاف کی کوششوں سے اہل اللہ، علماءِ کرام اور عام مسلمانوں کی کوششوں سے دس کروڑ پچیس لاکھ مسلمان ہوگئے، اگر غلط کاری نہ ہوتی تو یقیناً ہندوستان کا اکثر حصہ مسلمان ہو جاتا۔ میرے بزرگو ! اللہ نے آپ کے دلوں میں تبلیغ کی محبت ڈالی، یہ مبارک کام ہے اور آپ مبارکبادی کے مستحق ہیں اللہ آپ کو اِس سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے، اپنی بھی اصلاح کرو اور اپنے بھائیوں کی بھی، اللہ آپ کو مزید ہمت عطا فرمائے۔

بھائیو ! تنگ دل نہ ہو، اللہ کی رحمت کے اُمیدوار رہو، سب کو اللہ کی رضا اور خوشنودی اور حضرت محمد ﷺ کی سنت کی طرف بلاؤ، خود بھی عمل کرو، رسول اللہ ﷺ کی صورت بناؤ سیرت اِختیار کرو۔ میں نے آپ بزرگوں کی بہت سی سمع خراشی کی اب میں آپ حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں آپ سے جدا ہوتا ہوں اور اُمیدوار ہوں کہ میری معروضات پر غور و فکر فرمائیں گے اور عملی کارروائیوں میں پُر زور حصہ لیں گے خدا آپ کی اور ہماری مدد فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

❁ ❁ ❁

تاجدارِ ختمِ نبوتؐ زندہ باد
فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی
اسلام زندہ باد
35 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان
ختمِ نبوّۃ کانفرنس
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
ان شاء اللہ
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
بتاریخ
27,28 اکتوبر 2016 بروز جمعرات جمعۃ المبارک
زیرِ نگرانی
حضرت مولانا ولی ابن ولی صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
زیرِ صدارت
استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
زیرِ سرپرستی
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
عنوانات
توحیدِ باری تعالیٰ جل شانہٗ
سیرتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
عقیدۂ ختمِ نبوّۃ
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم
اتحادِ اُمّت
اور ظہورِ مہدی علیہ الرضوان
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
چناب نگر ضلع چنیوٹ
0300-4304277
0300-6347103
0321-4220552
اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

قسط : ٦

فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت

﴿حضرت مولانا محمد اِدریس صاحب اَنصاری رحمۃ اللہ علیہ﴾

کلمہ کی برکتیں :

(۷) حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کرنے کا جب حجاج بن یوسف نے اِرادہ کیا تو مکہ کے حاکم کو یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ سعید بن جبیر کو ہمارے پاس گرفتار کر کے روانہ کرو چنانچہ مکہ کے حاکم نے اِن کی گرفتاری کے اَحکامات (وارنٹ) جاری کر دیے، پولیس وارنٹ لے کر اِن کے مکان پر پہنچی تو یہ نماز پڑھ رہے تھے حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا تم کون ہو اور کیوں آئے ہو ؟ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم حجاج کی پولیس کے آدمی ہیں اور آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں، یہ سن کر فرمایا اَلحمد للہ ! اِس غلام کو جلد ہی مولا کا دیدار نصیب ہوگا پھر فوراً ہی سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوگئے راستہ میں ایک نصرانی عابد کا گرجا آیا، راستہ کے اکثر مسافر رات کے وقت وہاں ہی قیام کرتے تھے یہ لوگ بھی رات کے وقت وہیں ٹھہر گئے، جب کافی رات گزر گئی تو نصرانی عابد اپنے حجرہ سے نکلا اور کہنے لگا اے لوگو ! تم گرجا کے اندر چلے جاؤ یہاں رات کے وقت کافی دنوں سے اور ایک شیر اور شیرنی آیا کرتے ہیں اور رات کے وقت میرے گرجا کے چاروں طرف پھرتے ہیں یہ سن کر تمام سپاہی عبادت خانہ کے اندرونی حصہ میں داخل ہو گئے مگر سعیدؒ نے عبادت خانہ کے اندر جانے سے اِنکار کر دیا اور فرمایا کہ میں کافر کے مکان میں پناہ نہ لوں گا مجھے اپنے اللہ کی پناہ کافی ہے میرا اللہ میرے ساتھ ہے وہ ہر وقت میری حفاظت کرتا ہے، لوگوں نے کہا آپ کو شیر کھا جائیں گے آپ نے فرمایا میرا اللہ اُن شیروں کو میرا چوکیدار بنا دے گا اور اُن ہی سے میری حفاظت کا کام لے گا۔

کسی نے کہا شاید آپ نبی ہیں فرمایا نبی تو نہیں ہوں مگر سیّد الانبیاء ﷺ کا اَدنیٰ درجہ کا اُمتی

اور سب سے زیادہ گنہگار غلام ہوں چنانچہ جب آدھی رات ہوئی تو یکا یک ایک نہایت خونخوار شیرنی آئی اور عبادت خانہ کے پاس حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کو نماز میں دیکھ کر کھڑی کی کھڑی رہ گئی جب آپ سجدہ میں گئے تو شیرنی آپ کے پاؤں کے تلوے چاٹنے لگی اور آپ کے قریب ہی کھڑی ہو کر آپ کا پہرہ دینے لگی تھوڑی دیر میں شیر آیا اور وہ بھی آپ کو سونگھ کر شیرنی کی طرح آپ کا غلام اور چوکیدار بن گیا اور آپ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ نصرانی یہ سب قصہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اِس واقعہ سے نہایت ہی حیران تھا رات تو اُس نے جوں توں کر کے گزاری صبح ہوتے ہی اپنے عبادت خانہ (گرجا) سے باہر نکلا اور لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ حجاج کے سپاہی حضرت سعیدؒ کی کرامت اور بزرگی دیکھ کر حیران تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو حجاج کے پاس قتل کرانے کے لیے نہ لے جائیں لیکن ظالم حجاج کے خوف سے مجبور تھے جب اِن کو حجاج کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اُن دونوں میں جو گفتگو ہوئی وہ درجِ ذیل ہے۔

حجاج : تیرا نام کیا ہے ؟ (حضرت سعید بن جبیرؒ سے)

سعیدؒ : میرا نام سعید ہے۔

حجاج : تو کس کا بیٹا ہے ؟

سعیدؒ : میں جبیر کا بیٹا ہوں۔

حجاج : نہیں بلکہ تو شقی اِبن کسیر ہے (بد بخت ٹوٹے ہوئے کا بیٹا ہے)

سعیدؒ : میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

حجاج : تو بھی بد بخت اور تیری ماں بھی بد بخت ہے۔

سعیدؒ : غیب کا جاننے والا تو نہیں بلکہ علام الغیوب (اللہ تعالیٰ) ہے۔

حجاج : اب ذرا ہوشیار ہو جاؤ میں تجھ کو قتل کرنے والا ہوں۔

سعیدؒ : تو میری والدہ نے میرا نام ''سعید'' ٹھیک رکھا۔

حجاج : دیکھ اب میں تجھ کو جہنم میں پہنچاتا ہوں۔

سعیدؒ : اگر مجھے یقین ہوتا کہ تو مجھ کو جہنم میں پہنچا سکتا ہے تو تجھ کو اپنا خدا بنا لیتا۔

حجاج : بتلا حضور علیہ السلام کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے ؟

سعیدؒ : وہ رحمة للعالمین تھے خدا کے سچے پیغمبر تھے اور بہترین نصیحت کے ساتھ تمام دُنیا کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

حجاج : خلفاء کی نسبت تیرا کیا خیال ہے ؟

سعیدؒ : میں اُن کا داروغہ نہیں، ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔

حجاج : میں اُن کو برا کہتا ہوں یا اچھا ؟

سعیدؒ : جس چیز کو میں جانتا نہیں اُس کی نسبت میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

حجاج : خلفاء میں سب سے بہتر تیرے نزدیک کون ہے ؟

سعیدؒ : جو خدا کو سب سے زیادہ راضی کرنے والا تھا۔

حجاج : اچھا سب سے زیادہ خدا کو راضی کرنے والا کون تھا ؟

سعیدؒ : اُس کو تو وہی جانتا ہے جو چھپی ہوئی اور ظاہری چیزوں کو جانتا ہے (یعنی اللہ زیادہ جاننے والا ہے)۔

حجاج : علی جہنم میں ہے یا جنت میں ؟

سعیدؒ : اگر میں جنت اور جہنم کو دیکھ آؤں تو بتا سکتا ہوں کہ وہ جنت میں ہیں یا نہیں۔

حجاج : تو مجھ سے سچ بولنے کا اِرادہ نہیں کرتا (بلکہ چال کی باتیں کرتا ہے)۔

سعیدؒ : میں نے اب تک جھوٹ بھی نہیں کہا۔

حجاج : میں نے سنا ہے تو کبھی ہنستا نہیں، اِس کی کیا وجہ ہے ؟

سعیدؒ : مجھے قیامت میں اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اُس کی دوزخ کا خوف۔

حجاج : میں تو خوب ہنستا ہوں۔

سعیدؒ : اللہ نے ہم کو مختلف طریقوں پر بنایا ہے (تمہارا اِس میں کوئی قصور نہیں)۔

حجاج : اچھا سعید اب بہت دیر ہوگئی ، میں تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں ۔

سعیدؒ : کوئی پرواہ نہیں ، میری موت کا سبب پیدا کرنے والا اپنے کام سے کبھی کا فارغ ہو چکا۔

حجاج : میں اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب ہوں اور وہ مجھ سے زیادہ راضی ہے۔

سعیدؒ : غیب کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہیں اور جب تک اپنا مرتبہ معلوم نہ ہو جائے اُس وقت تک کوئی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔

حجاج : میں جرأت کر سکتا ہوں کیونکہ میں جماعت کے بادشاہ کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کے ساتھ ہے۔

سعیدؒ : میں بھی جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں لیکن فتنہ کو پسند نہیں کرتا اور جو تقدیر میں ہے اُس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

حجاج : ہم جو کچھ اَمیر المومنین کے لیے جمع کرتے ہیں اُس کے متعلق تمہارا کیا فتوی ہے ؟

سعیدؒ : مجھے پہلے تفصیل معلوم ہونی چاہیے کہ کیا کچھ وصول کرتے ہو اور کس طرح وصول کرتے ہو ؟

حجاج : سونا چاندی اور بڑھیا قسم کے کپڑے منگا کر سامنے رکھ دیتا ہے۔

سعیدؒ : یہ اچھی چیزیں ہیں اگر اپنی شرائط کے موافق ہوں۔

حجاج : وہ شرائط کیا ہیں ؟

سعیدؒ : یہ کہ اِن سے وہ چیزیں خریدے جو قیامت کے روز تیرے لیے امن لانے والی ہوں۔

حجاج : اچھا جو ہم نے جمع کیا ہے ، تمہارے نزدیک اچھی چیز نہیں۔

سعیدؒ : اِس چیز کو تو خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ اچھی ہے یا بری ؟

حجاج : کیا تم اِس میں سے کوئی چیز پسند کرتے ہو ؟

سعیدؒ : نہیں ! میں صرف اُس چیز کو پسند کرتا ہوں جو اللہ کو پسند ہو۔

حجاج : (دق ہو کر) تیرے لیے ہلاکت ہو۔

سعیدؒ : ہلاکت اُس شخص کے لیے ہے جو جنت سے ہٹا کر جہنم میں داخل کردیا جائے۔

حجاج : اچھا مجھے بتلا تجھ کو کس طرح قتل کروں ؟

سعیدؒ : جس طرح تو اپنے لیے قتل ہونے کو پسند کرے۔

حجاج : کیا تجھ کو معاف کردُوں ؟

سعیدؒ : معافی اللہ کے یہاں کی معافی ہے، تیری معافی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

حجاج : (جلاد کو بُلا کر) حکم دیتا ہے اِس کو قتل کردو۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ قتل کرنے لیے باہر لائے گئے اور ایک دم ہنسنے لگے، حجاج کو معلوم ہوا تو حضرت سعیدؒ کو دوبارہ اندر طلب کیا گیا اور پوچھا گیا کہ تم کیوں ہنسے ؟

سعیدؒ : تیرے اللہ پر جرأت کرنے اور اللہ کے تجھ پر حلم کرنے پر ہنسا ہوں۔

حجاج : (حاضرین سے خطاب کرکے) میں اِس شخص کو قتل کرتا ہوں جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالی اور یہ کہہ کر جلاد کو حکم دیا کہ میرے سامنے اِس کی گردن اُڑا دے۔

سعیدؒ : مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اِجازت دی جائے۔

حجاج : اِجازت ہے پڑھ لو۔

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نماز کی نیت باندھتے ہیں حجاج کو پھر غصہ آتا ہے اور اپنے ملازموں سے کہتا ہے کہ اِس کا چہرہ قبلہ سے ہٹا کر نصارٰی کے قبلہ کی طرف کردو، حجاج کے ملازم سنتے ہی اِن کا چہرہ قبلہ سے پھیر دیتے ہیں حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ آیت ﴿فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ پڑھتے ہیں۔ ''جس طرف تم پھیر دو اُسی طرف قبلہ ہے۔

حجاج : اِس کو اَوندھا ڈال دو ہم تو ظاہر پر عمل کریں گے۔

سعیدؒ : ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ ہم نے تم کو زمین سے ہی پیدا کیا اور زمین میں ہی لوٹائیں گے اور اُسی سے پھر نکالیں گے۔

حجاج : اِس کو قتل کردو جلدی کرو اب دیر نہ کرو۔

سعیدؒ : میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اے حجاج ! تو اِس کو یاد رکھنا جب میں قیامت کے روز تجھ سے ملوں گا تو اپنی اَمانت واپس لے لوں گا اِسکے بعد قتل کر دیے گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.[۱] (تاریخ اِبن خلکان، حیوۃ الحیوان، حکایت صحابہؓ)

وفیات

۲ر ستمبر کو الحاج غلام دستگیر صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۱۹ر ستمبر کو الحاج راؤ تاج محمد صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ اور راؤ عثمان صاحب کی والدہ پھول نگر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

---

[۱] علماءِ سلف نے کتاب الامامةُ و السیاسة میں یہ بھی لکھا ہے کہ قتل کے بعد حضرت سعیدؒ کے جسم سے اِس قدر خون جاری ہوا کہ حجاج نے آج تک کسی مقتول کے جسم سے اِتنا خون نکلتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اِس بات سے اُس کو بہت تعجب ہوا اُس نے اپنے طبیبِ خاص سے اِس کی وجہ دریافت کی اُس نے بتایا اِن کا قلب نہایت مطمئن تھا اِن کے دل میں اپنے قتل ہونے کا ذرا سا بھی خوف نہ تھا جس کی وجہ سے اُن کا خون اپنی مقدار پر بحالہ قائم رہا بخلاف دُوسرے لوگوں کے کہ اُن کا خون موت سے پہلے ہی خشک ہوا جاتا ہے۔ (محمد اِدریس)

مناقب صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم

﴿ حضرت سیّد انور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ﴾

اِرشادِ باری تعالیٰ :

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ . (سُورة التوبه : ۱۰۰)

''اور جو لوگ قدیم ہیں، پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے، اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے، اور رکھے ہیں واسطے اُن کے باغ، نیچے بہتی نہریں، رہا کریں اُن میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی مراد ملنی۔''

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا : میرے کسی صحابی کی شان میں اَدنیٰ سی گستاخی بھی نہ کرو کیونکہ اُن کا مرتبہ حق تعالیٰ کے یہاں اِس درجہ بلند ہے کہ اگر کوئی غیر صحابی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو میرے صحابی کے ایک سیر بھر بلکہ آدھ سیر جو خیرات کرنے کے برابر بھی نہ ہوگا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا : جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوں تو اُن سے یوں کہہ دو کہ تمہاری اِس بُری حرکت پر خدا کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

سرورِ کائنات ﷺ نے اِرشاد فرمایا : اے لوگو ! اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرو، میرے دُنیا سے چلے جانے کے بعد (یہ جملہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ اِرشاد فرمایا) اِس کے بعد فرمایا کہ میرے صحابہ کو لعن وطعن کا نشانہ مت بناؤ، یاد رکھو جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا تو درحقیقت اُس کو میری محبت کی بناء پر اُن سے محبت ہوگی اور جو اُن سے بغض رکھے گا تو درحقیقت مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے

بغض ہوگا، جو میرے صحابہ کو اَذیت دے گا اُس نے مجھ کو اَذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اَذیت پہنچائی اُس نے حق تعالیٰ کو اَذیت دی اور جس نے حق تعالیٰ کو اَذیت دی تو اُس پر عذابِ الٰہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔(ترمذی)

مناقب سیّدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ' :

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کی شان میں گستاخی کی تو گویا اُس نے میری شان میں گستاخی کی۔(احمد)

حضرت براء بن عازب اور زید بن اَرقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقامِ غدیرِخم پر پہنچے تو آپ نے حضراتِ صحابۂ کرامؓ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کا ہاتھ پکڑ کر یہ اِرشاد فرمایا کہ اے لوگو ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں تمام مومنوں کے نزدیک اُن کی جانوں سے بھی عزیز تر ہوں، سب نے تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا بیشک ایسا ہی ہے، اِس کے بعد آپ نے اِرشاد فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں ہر مومن کو اُس کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں، سب نے عرض کیا، بیشک ایسا ہی ہے، اِس کے بعد آپ نے فرمایا :

> ''اے اللہ ! میں جس کا مولیٰ بن جاؤں، علیؓ بھی اُس کے مولیٰ ہوں، اے اللہ! محبت کیجیے اُس شخص سے جو علیؓ سے محبت کرے اور دشمن رکھیے اُس شخص کو جو علیؓ سے دُشمنی رکھے۔''

اِس اِرشاد کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ' کو مبارکباد دی اور فرمایا، اے ابن اَبی طالب مبارک ہو، اب تو آپ ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ بن گئے۔(احمد)

مناقب سیّدۃُ النساء فاطمۃ الزَّ ہراء رضی اللہ عنہا :

حضرت مِسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو مبغوض رکھا اُس نے مجھ کو مبغوض رکھا اور

جس نے اُس کو ناخوش کیا اُس نے مجھ کو ناخوش کیا اور جس نے اُس کو اَذیت پہنچائی اُس نے مجھ کو اَذیت پہنچائی۔ (بخاری، مسلم)

حضور اَقدس ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِرشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کی رات میں ایک مقدس فرشتہ زمین پر نازل ہوا جو اِس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا اور حق تعالیٰ سے اِجازت لے کر اِس مقصد سے نازل ہوا کہ مجھ کو سلام کرے اور یہ بشارت سنائے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔ (ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وفات مبارک سے چند روز پہلے حضور اَقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اِرشاد فرمایا : اے فاطمہ ! تمہارے لیے بہت خوشی کا مقام ہے کہ تمہیں جنتی عورتوں کی سردار بنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مناقب سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما :

حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ' سے مروی ہے کہ (حضرت) حسنؓ نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے نصف اعلیٰ میں سر سے سینہ تک بہت مشابہ تھے اور (حضرت) حسینؓ سینہ کے بعد سے قدم مبارک تک نبی کریم ﷺ کے جسم اَطہر سے بہت ہی مشابہت رکھتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور اَقدس ﷺ کی گود میں حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) تھے اور آپ یہ دُعا فرما رہے تھے : اے اللہ ! میں حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں، اے اللہ آپ بھی اِن دونوں کو اپنا محبوب بنا لیجیے اور اُن لوگوں سے بھی محبت فرمائیے جو اِن سے سچی محبت کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ ہمارے سامنے اِس طرح تشریف لائے کہ آپ کے ایک کاندھے پر حسن (رضی اللہ عنہ) اور دُوسرے کاندھے پر حسین (رضی اللہ عنہ) تھے، آپ غایتِ شفقت سے کبھی ایک کو پیار کرتے اور کبھی دُوسرے کو، اِس پر

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم ! آپ کو تو اِن دونوں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے، اِس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

''جو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرے گا اُس نے درحقیقت مجھ سے محبت کی اور جو اِن دونوں سے بغض رکھے گا وہ دراصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔'' [1]

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اہلِ بیتؓ میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے ؟ تو اِس پر آپ نے اِرشاد فرمایا کہ سب سے محبوب مجھ کو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) ہیں اور بارہا آپ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کرتے تھے : میرے پاس میرے دونوں بیٹوں حسن اور حسین کو بُلا دو تا کہ میں اُن کو محبت سے اپنے سینے سے لگاؤں اور پیار کروں۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اِس شان سے کہ آپ ایک اُونی منقش کمبل اوڑھے ہوئے تھے، اتنے میں حسنؓ بن علیؓ آگئے، آپ نے اِن کو اپنے کمبل میں داخل کرلیا پھر حسینؓ بھی آگئے، آپ نے اِن کو بھی اپنے کمبل میں داخل کرلیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ نے اِن کو بھی اپنے کمبل میں داخل کرلیا اِن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ نے اِن کو بھی اِسی کمبل میں لے لیا، اِس کے بعد آپ نے قرآنِ کریم کی یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا﴾ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اے پیغمبر کے گھر والو! تم سے (معصیت ونافرمانی کی) گندگی دُور رکھے اور تم کو (ظاہراً وباطناً، عقیدۃً وعملاً وخلقاً) بالکل پاک وصاف رکھے۔ [2]

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''غرض کہ لفظ اہلِ بیت کے دو مفہوم ہیں: ایک اَزواج، دُوسرے عترت، خصوصیتِ قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے، کہیں دُوسرا، اور کہیں عام بھی ہوسکتا ہے۔'' (بیان القرآن ج ۹ ص ۴۸)

---

[1] اَلبدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۰۵ [2] ترجمہ اَز تفسیر بیان القرآن

حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مقام خُم کے قریب جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے، کھڑے ہو کر عام مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا، خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد مختلف نصیحتیں فرمائیں اِس کے بعد اِرشاد فرمایا :

''اے لوگو ! میں بھی ایک انسان ہوں، عنقریب زمانہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا پیامی آئے گا اور میں اُس کی دعوت پر لبیک کہوں گا تو میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جاؤں گا ،اُن میں پہلی چیز ''کتاب اللہ'' ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑلو اور اُس کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کرو (اِس کے بعد آپ نے مختلف طریقے پر کتاب اللہ کی حفاظت اور اُس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی) اُس کے بعد اِرشاد فرمایا دُوسری چیز میرے ''اہلِ بیت'' ہیں، تم خدا سے ڈرنا میرے اہلِ بیتؓ کے معاملے میں، تم اللہ سے ڈرنا میرے اہلِ بیتؓ کے معاملے میں (یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ اِرشاد فرمایا)۔'' (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ایک عراقی مُحرِم نے اِن سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ بحالتِ احرام مکھی کو مارنا جائز ہے یا نہیں ؟ تو حضرت ابنِ عمرؓ نے ناخوش ہو کر اِرشاد فرمایا : اہل عراق مجھ سے بحالتِ اِحرام مکھی مارنے کے بارے میں مسئلہ پوچھ رہے ہیں حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا اور یاد رکھو نبی کریم ﷺ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں دُنیا میں میری خوشبوئیں ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز میں حسین (رضی اللہ عنہ) کو گود میں لیے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں اُن کو بٹھلا دیا، آپ اِن کو گود میں لیے ہوئے تھے کہ میں پھر کسی کام میں لگ گئی، اچانک جب میری نگاہ نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑی

تو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں، حیرت سے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہو رہے ہیں ؟ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا میرے پاس ابھی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور مجھ کو مطلع کیا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میرے اُمتی میرے اِس پیارے بیٹے کو قتل کر دیں گے۔ اُم فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے دوبارہ تعجب سے معلوم کیا کہ کیا حسین (رضی اللہ عنہ) ہی کے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا ؟ آپ نے اِرشاد فرمایا : ہاں حسین ہی کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا۔'' (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پراگندہ بال غبار آلود تھے، آپ کے دستِ مبارک میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا پس میں نے عرض کیا : میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا یہ کیا حال ہے اور یہ شیشی کیسی ہے ؟ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''یہ حسین اور اُن کے یاروں کا خون ہے میں صبح سے اب تک اسے جمع کرتا رہا ہوں۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اُس وقت کو اچھی طرح سے یاد رکھا، پس میں نے پایا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) ٹھیک اُسی وقت میں شہید کیے گئے۔ (مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ ، رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ و رواہ احمد)

٭ ٭ ٭

مخیر حضرات سے اپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُ الاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

محرم الحرام کی حرمت وعظمت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد شفیق شاہ صاحب، اِنڈیا ﴾

محرم الحرام کی حرمت وعظمت :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَھْرُاللّٰہِ الْمُحَرَّمُ.[۱]

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: بہترین روزہ رمضان کے فرض روزوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔''

محترم مہینہ :

چاند کی سالانہ گردش ایک بار پھر اپنا دورہ تمام کر چکی اور اسلامی سال کا آخری مہینہ ذی الحجہ ختم ہو کر اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام شروع ہو گیا اور عجیب بات یہ ہے کہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ میں جدِ رسول اللہ ﷺ کی قربانی کا واقعہ پیش آیا تو محرم کی دسویں تاریخ میں سبطِ رسول اللہ ﷺ کی قربانی کا واقعہ پیش آیا، گویا اسلامی سال کا آخری مہینہ بھی قربانی والا ہے اور پہلا مہینہ بھی قربانی والا ہے، فرق اِتنا ہے کہ پچھلا مہینہ ہم سے قربانی طلب کرتا ہے تو اگلا مہینہ ہم کو طلب کرتا ہے۔ غرض دونوں مہینے فضیلت، عظمت اور حرمت والے ہیں لیکن محرم کی حرمت تو اُس کے نام ہی سے ظاہر ہوتی ہے اِس لیے کہ محرم کے لغوی معنی معظم اور محترم کے ہیں، قرآنِ کریم میں بیت اللہ شریف کی نسبت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ایک دُعا میں یہ الفاظ ہیں :

﴿رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ﴾ [۲]

جیسے کعبۃ اللہ فضیلت اور حرمت والا ہے جس کی وجہ سے اُسے محرم کہا گیا ایسے ہی محرم بھی حرمت اور فضیلت والا ہے جس کی وجہ سے اِسے بھی محرم کہا جاتا ہے چنانچہ اِرشاد باری ہے :

---

[۱] صحیح مسلم ، ابوداوٗد ، ترمذی ، ابن ماجہ [۲] سُورہ ابراھیم : ۳۷

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ﴾ (سُورة التوبة : ٣٦)

یہ حقیقت ہے کہ مہینوں کی تعداد تو اللہ کے نزدیک بارہ ہی ہے اُس دن سے جب سے اُس نے زمین وآسمان بنائے اور اُن میں سے چار مہینے خصوصاً حرمت والے ہیں یعنی محرم، رجب، ذی القعدہ اور ذی الحجہ۔

اللہ تعالیٰ کا مہینہ :

پھر اِن میں سب سے زیادہ حرمت وفضیلت محرم الحرام کو حاصل ہے اِسی لیے رحمت عالم ﷺ نے حدیثِ بالا میں اِسے شَهْرُ اللّٰهِ اللہ کا مہینہ فرمایا حالانکہ مہینے تو سارے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں لیکن یہ مہینہ بہت محترم اور مبارک ہے اِس لیے حضور ﷺ نے اِسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے شَهْرُ اللّٰهِ فرمایا جیسے مساجد تو سب اللہ تعالیٰ ہی کے گھر ہیں مگر مسجد حرام کو بیت اللہ اُس کی عظمت وحرمت کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اِسی طرح اُونٹنیاں تو ساری اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں مگر حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کو نَاقَةُ اللّٰهِ اُس کی عظمت وحرمت کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اِسی طرح انبیائے کرام تو تمام کے تمام اللہ تعالیٰ ہی کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول ہیں مگر ہمارے آقا ﷺ کو اُن کی عظمت وحرمت کی وجہ سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فرمایا گیا، اِسی طرح مہینے تو سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں مگر محرم الحرام کو اُس کی حرمت وفضیلت کی وجہ سے شَهْرُ اللّٰهِ فرمایا، محرم کی حرمت کے لیے یہی کافی ہے۔

مزید فرمایا کہ یہ ایسا محترم مہینہ ہے کہ نفلی روزوں میں رمضان کے بعد اِسی ماہ میں روزہ رکھنا سب سے زیادہ فضیلت کا باعث ہے اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ فرمایا یعنی جیسے فرائض کے بعد نوافل میں قیام اللیل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے اِسی طرح فرض روزوں کے بعد نفل روزوں میں محرم کے روزے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں، ایک حدیث میں ہے : مَنْ صَامَ یَوْمًا مِنَ الْمُحَرَّمِ فَلَهٗ بِكُلِّ یَوْمٍ ثَلَاثُوْنَ یَوْمًا. یعنی ایام محرم میں سے ایک دن کا روزہ رکھنا دوسرے مہینوں کے تیس دن

روزہ رکھنے کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔

علامہ نووی حدیثِ مسلسل کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صراحت کرتی ہے کہ نفلی روزے رکھنے کے لیے افضل ترین مہینہ محرم ہے، اِس میں عاشورا اور اِس کے علاوہ محرم کے دُوسرے ایام کے روزے بھی داخل ہیں یہ فضیلت ماہِ محرم کے تمام روزوں کو شامل ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو اِس پورے مہینے کے روزے رکھیں یا اِس کی ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھیں ورنہ نو، دس اور گیارہ کا، اور کم اَزکم نو دس یا دس گیارہ کو، مگر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضور ﷺ زیادہ تر شعبان میں روزے کیوں رکھتے تھے ؟

اِس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ محرم کی افضلیت کا علم آپ کو آخری عرصہ حیات میں دیا گیا۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اَسفار و اَعذار کی وجہ سے آپ کو محرم میں بکثرت روزہ رکھنے کا موقع نہ مل سکا تھا، واللہ اعلم۔ (مظاہر حق جدید ج ۲ ص ۷۵۵) بہر حال اِن روایات سے محرم الحرام کی حرمت، عظمت اور فضیلت واضح ہوتی ہے۔

ہجرت کا مہینہ :

پھر یہ مہینہ عظیم الشان تاریخی واقعات کا حامل بھی ہے، اِس میں اہم اہم اُمور اور مہتم بالشان واقعات رُونما ہوئے، منجملہ اُن میں سے رحمتِ عالم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ طیبہ کا واقعہ بھی اِسی محترم مہینہ کی یادگار ہے جس کا بنیادی مقصد اللہ جل جلالہ کے پیغام و احکام کی حفاظت و دعوت تھا اور جو باطل پر حق کی کامیابی کا سب سے بڑا پیش خیمہ تھا جس کے بعد اسلام اور اہلِ اسلام کو صحیح طور پر عقیدہ و عمل کی پوری پوری آزادی ملی، روایات میں آتا ہے کہ نبوت کے تیرہویں سال محرم الحرام میں رحمت عالم ﷺ نے بحکمِ الٰہی ہجرتِ مدینہ کی نیت فرمائی پھر کچھ دنوں بعد یعنی ۲۶ر صفر کو روانہ ہوگئے، اِسی وجہ سے سیّدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے دورِ خلافت کے چوتھے یا پانچویں سال ۱۷ر ہجری میں حضراتِ صحابہ کے اجماع سے یہ فیصلہ فرمایا کہ حضور ﷺ چونکہ اسلامی سال کے پہلے مہینہ ہی میں ہجرت کی نیت کر چکے تھے لہٰذا

سن ہجری کی اِبتدا بھی اِسی مہینہ سے کی جائے اِس طرح سن ہجری کی اِبتدا محرم الحرام سے ہوئی جو ایک یادگار ہی نہیں بلکہ اسلامی تشخص (اِمتیاز) اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ (سیرت مصطفٰی ص ۴۰۰)

افسوس ہے آج اکثر لوگ اِس سے غافل ہیں، ہم مانتے ہیں کہ حالات و زمانہ کے لحاظ سے شمسی (انگریزی) تاریخوں کو جاننا اور اُنہیں استعمال میں لانا بھی ضروری ہے مگر شمسی تاریخوں کے ساتھ قمری تاریخوں کا بھی اہتمام کر لیا جائے تو کیا نقصان ہے، کاش محرم الحرام سے ہمارے فکر و خیال میں تبدیلی آئے اور ہم اسلامی تاریخ کے جاننے اور استعمال کرنے کا شعور و جذبہ پیدا کریں کہ یہ بھی محرم کا پیغام ہے۔

شہادت کا مہینہ :

علاوہ اَزیں اِس مہینہ کی عظیم یادگاروں میں سے سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی ہے جو یکم محرم الحرام کو پیش آیا، بدقسمتی سے شیعہ ذہنیت نے محرم الحرام کو شہادت سیّدنا حسینؓ کے ساتھ خاص کر دیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ گلشن اسلام کو جن شہدا نے اپنا قیمتی خون دے کر سدا بہار کیا ہے اُن میں اِمام العادلین ناصر دین مبین امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے، آپ آسمان عدالت و شجاعت پر آفتاب بن کر چمکے اور اسلام کو ماہتاب عالم تاب بنا دیا، آپ کو ہمیشہ شہادت کی آرزو رہا کرتی تھی، دُعا میں فرمایا کرتے تھے :

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ.[1]

''اِلٰہ العالمین ! میں تیرے راستے میں شہادت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے رسول ﷺ کے شہر میں موت چاہتا ہوں۔''

دُعا دل سے مانگی تھی اِس لیے بارگاہ الٰہی میں منظور ہوگئی جس کا ظہور اِس طرح ہوا کہ ابولولو فیروز نامی ایک اِیرانی مجوسی (پارسی) جو حضرت مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا اور چکیاں بنانے کا ماہر تھا، وہ ہر وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فتوحات کی خبروں سے دلی حسد کی وجہ سے اندر ہی اندر کڑھتا رہتا تھا، خصوصاً اِیرانی فتوحات کی خبر سے تو اُس کا دل جل کر خاک ہوگیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

---

[1] معارف الحدیث ج ۴ ص ۲۸۷

کے خلاف اُس کے دل میں جوشِ انتقام بڑھ گیا وہ اِسی فکر و انتظار میں رہتا تھا کہ اپنے ہم مذہب ہم مسلک اور ہم وطنوں کا کسی نہ کسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بدلہ لیا جائے چنانچہ ایک روز آپ حسب معمول مسجد نبوی میں مصلائے رسول پر نماز فجر پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو یہ مجوسی غلام بھی نمازی کی شکل اِختیار کر کے پہلی صف میں آپ کے برابر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جوں ہی نماز فجر شروع فرمائی اِس کمینہ نے پیچھے سے زہر میں بجھے ہوئے خنجر سے پے در پے وار کر کے آپ کو زخمی کر دیا اور زخموں سے چور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گرتے وقت فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑ کر مصلی پر اِمامت کے لیے کھڑا کر دیا اور اِشارہ سے نماز مکمل کرنے کا حکم فرمایا۔ (سیرة الصحابہ ص ۱۲۸)

اُس نے آپ کے ساتھ اور لوگوں کو بھی زخمی کر دیا لیکن بالآخر پکڑ لیا گیا تو وہی خنجر اپنے سینہ میں اُتار دیا، اپنے سینہ میں اپنا خنجر ! دیکھا آپ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دشمن کی پرانی نشانی، اُس نے خودکشی کر لی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز ختم کی، صحابہ کو معلوم ہوا تو آپ کے گرد محراب کے قریب جمع ہو گئے، ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی، علاج کے لیے مدینہ کے مشہور طبیب کو بلایا گیا لیکن اُس کی پلائی ہوئی دوا زخموں کے راستے سے باہر نکل گئی، آپ کو یقین ہو گیا کہ اِنشاء اللہ میری آرزوئے شہادت پوری ہو گی، اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اب مجھے دوا کی ضرورت نہیں کہ دوا کا وقت ختم ہوا اور دُعا کا وقت شروع ہوا، لہٰذا مجھ کو میرے مولیٰ کے سپرد کر دو اور یہ بتاؤ کہ میرا قاتل کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: مجوسی غلام ہے، تو سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرے خون سے کسی مسلمان کے ہاتھ رنگین نہیں ہوئے، پھر اپنے بیٹے سیّدنا عبداللہ بن عمر کو فرمایا میرا سر اپنی گود سے ہٹا کر زمین پر رکھ دو شاید اللہ تعالیٰ کو مجھ پر رحم آجائے نیز فرمایا کہ اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا کر میرا اسلام عرض کر کے درخواست کرنا کہ عمر پہلوئے رسول ﷺ میں دفن ہونے کے لیے وہ جگہ چاہتا ہے جو آپ نے اپنے لیے رکھی ہے، جب بیٹے نے اپنی روحانی ماں کے سامنے درخواست رکھی تو منظور کر لی گئی، اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: کوئی اور ہوتا تو میں اِنکار کر دیتی لیکن عمر فاروق جیسے جلیل القدر صحابی رسول کو میں اِنکار نہیں کر سکتی، اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے پہلوئے مصطفیٰ میں دفن ہونے

کی اجازت دے کر شہید منبر و محراب سیّدنا عمر بن خطاب ؓ کو ہمیشہ کے لیے جنت میں سلا دیا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

زخمی ہونے کے تین دن کے بعد بعمر ٦٣ ر سال یکم محرم کو سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ (الفاروق ج ١ ص ٢٨٨)

آپ کتنے خوش نصیب تھے کہ زندگی میں تو ہر وقت حبیب خدا ﷺ کے قریب رہے ہی، شہادت کے بعد بھی آپ سے جدائی گوارہ نہ ہوئی، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقدر کا کیا کہنا، سچ ہے کہ

کملی والے سے جو قریب ہوتا ہے وہ خدا سے قریب ہوتا ہے
عشق نبی میں جان دینے والا بولو ! کتنا خوش نصیب ہوتا ہے
اُن کی چوکھٹ کا مانگنے والا کون کہتا ہے غریب ہوتا ہے

محرم عبادت و عبرت کا مہینہ ہے :

صاحبو ! آج ضرورت ہے اِس بات کی کہ محرم الحرام کی آمد پر ہم اِس کی عظمت وفضیلت سے فائدہ اُٹھا کر زیادہ سے زیادہ اللہ جل شانہٗ کی عبادت اور حضور ﷺ کی سچی اطاعت میں اپنا وقت گزاریں اور اِس میں رونما ہونے والے عظیم الشان واقعات سے نصیحت و عبرت حاصل کریں کہ اسلامی سال کا یہ پہلا مہینہ محرم الحرام عبادت و عبرت کا ہے، اِس کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ خصوصاً اِس میں ہر قسم کے محرمات و منکرات، خرافات و رسومات، بدعات اور معاصی سے مکمل اجتناب کریں تا کہ اِس کا اثر پورے سال بلکہ زندگی بھر باقی رہے، غفلت میں ہر گز نہ گزاریں۔

یاد رکھیے ! جس طرح دین کی حفاظت و دعوت کے لیے بوقتِ ضرورت اپنا پیارا ملک چھوڑنا ضروری ہے جسے ہجرت کہتے ہیں اور وہ محرم کی ایک یادگار بھی ہے اِسی طرح دین کی حفاظت کے لیے ہر وقت معاصی سے اجتناب کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ مہاجر صرف وہی نہیں جو دین کی حفاظت و اِشاعت کی خاطر بوقتِ ضرورت اپنا ملک چھوڑ دے بلکہ مہاجر وہ بھی ہے جو ہر وقت اپنے دین کی حفاظت کے لیے جملہ معاصی چھوڑ دے، حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے فرمایا :

وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ.[1]

افسوس صد افسوس ! آج محرم جیسا شہر اللہ قسم قسم کی جہالت و ضلالت کی نذر ہو گیا، آج اِس ماہ میں وہ خرافات اور بدعات کی جاتی ہیں کہ اللہ کی پناہ بقولِ شاعر :

ڈھول تاشے سے محرم کو منانے والے
غم سے شہدا کی بڑی دھوم مچانے والے
تعزیہ اور سواری کے اُٹھانے والے
باگھ اور شیر کو دلدل کو نچانے والے

کسی نے کہا ہے :

چاند جب ماہ محرم کا نظر آتا ہے
کیا تیرے جسم میں شیطان اُتر آتا ہے
خوب ہے اِبن علیؓ سے محبت یہ تیری
ساری دُنیا سے نرالی ہے عقیدت یہ تیری
تعزیہ اور سواری کی ہے عادت یہ تیری
عشق بازی کی محرم میں ہے عادت یہ تیری
غم جنہیں ہوتا ہے وہ ڈھول بجاتے ہیں کہیں
اور غیروں کی طرح تہوار مناتے ہیں کہیں
وہ خرافات کا بازار لگاتے ہیں کہیں
ڈھول تاشوں سے بھی میت کو اُٹھاتے ہیں کہیں
تعزیہ داری کو تیمور نے ایجاد کیا
لایا اِیران سے اور ہند میں آباد کیا

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۰

غم منانے کا عجب ڈھنگ یہ اِرشاد کیا
رُوحِ اسلام کو تیمور نے برباد کیا
فعل تیمور ہے ، قولِ پیمبر تو نہیں
غم کا یہ رنگ شریعت کے برابر تو نہیں
غم تجھے ہے تو پھر اِتنا ہی ذرا کر کے دکھا
ڈھول تاشوں سے اپنے باپ کی میت کو اُٹھا

علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے :

''اس عظیم مگر مظلوم مہینہ (محرم) کو بھی پہچانیے ! بعض عجمی فنکاروں نے اِس محترم مہینے کی جبیں پر سیاہی ملنے کی ٹھان لی ہے کہ ہلالِ محرم کے طلوع ہوتے ہی اُن کے یہاں صفِ ماتم بچھ جاتی ہے اور اِس مقدس مہینہ کے شب و روز کو خرافات و بدعات کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے حالانکہ یہ مہینہ نہ تو جشن کا ہے، نہ غم اور ماتم کا بلکہ ہدایت وعبرت کا مہینہ ہے۔''

عقلمند لوگ سال کے ختم پر پورے سال کا جائزہ اور حساب کرتے ہیں کہ ہم نے دُنیوی اور اُخروی اعتبار سے سال بھر میں کیا کھویا اور کیا پایا اور اب آئندہ کیا کرنا ہے، اس کا عملی (شرعی) پروگرام اور نظام بناتے ہیں، پچھلی زندگی کی غفلتوں اور گناہوں پر توبہ اور آئندہ زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی طرف توجہ اور کوشش کرتے ہیں، یہی وہ ہدایت ہے جو ہمیں نئے اسلامی سال سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے خرافات، رسومات، بدعات اور جملہ معاصی سے ہر وقت ہمیں محفوظ فرمائے، آمین۔

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✡ ✡ ✡

مذکورہ دُعا صبح و شام تین بار پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن راضی فرمائیں گے :

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰی وَاِذَا اَصْبَحَ ثَلَاثًا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّرْضِیَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ .[1]

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بندہ شام اور صبح کے وقت تین بار یہ پڑھا کرے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا (میں اللہ کے رب ہونے پر، اِسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں) تو اللہ تعالیٰ پر (اَز راہِ فضل و کرم) یہ لازم ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اُس بندے کو راضی کریں یعنی اللہ تعالیٰ اُس بندے کو اتنا اجر وثواب دیں گے کہ وہ راضی و خوش ہو جائے گا۔''

ف : اِس حدیث پاک میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس میں بندہ مسلم کو خاتمہ بالخیر اور نجات و مغفرت کی بشارت بھی دی گئی ہے اِس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ صبح و شام تین تین بار اِس دُعا کے پڑھنے کا اہتمام کرے۔

حضور ﷺ سوتے وقت تین مرتبہ یہ دُعا پڑھتے تھے :

عَنْ حَفْصَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْقُدَ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. (مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۴۰۲)

[1] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث : ۲۳۹۹

''حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا اِرادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رُخسار کے نیچے رکھ لیتے اور تین مرتبہ یہ دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اے اللہ ! مجھے اُس دن کے عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اُٹھائیں گے (یعنی قیامت کے دن کے عذاب سے)۔''

حضور اکرم ﷺ روزانہ صبح وشام تین مرتبہ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے :

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَااَبَتِ اِنِّیْ اَسْمَعُکَ تَدْعُوْ کُلَّ غَدَاةٍ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَااِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ تُعِیْدُھَا ثَلٰـثًاحِیْنَ تُصْبِحُ وَثَلٰـثًا حِیْنَ تُمْسِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْبِھِنَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِہٖ.[۱]

''حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ : ابا جان میں سنتا ہوں کہ آپ روزانہ یہ دُعا پڑھتے ہیں : اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ آپ یہ دُعا تین مرتبہ صبح کے وقت اور تین مرتبہ شام کے وقت پڑھتے ہیں، اُنہوں نے فرمایا کہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو اِن کلمات کے ذریعہ دُعا مانگتے سُنا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی سنت کی اِقتدا و پیروی کروں۔''

ف : اِس حدیث پاک میں اِس طرف اِشارہ نکلتا ہے کہ دُعا مانگنے اور اَعمالِ خیر کے بجالانے میں اصل مقصد آنحضرت ﷺ کے حکم کی بجا آوری اور آپ کی سنت کی اِتباع و پیروی ہونی چاہیے۔

---

[۱] مشکوة شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۴۱۳

روزانہ تین بار جنت کی طلب و جہنم سے پناہ مانگنے والے کے لیے جنت و جہنم کی اللہ سے درخواست :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ.[۱]

''حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ اے اللہ اِسے جنت میں داخل فرما دیجیے اور جو شخص تین بار جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے کہ یا اللہ اِسے جہنم سے پناہ دے دیجیے۔''

ف : اِس حدیث پاک میں ملنے والی بشارت کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ صبح و شام تین تین مرتبہ اِنتہائی اخلاص سے اور اِنتہائی لجاجت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ دُعا پڑھ لیا کرے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَ النَّارِ.

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۴۷۸

اَز قلم : مولانا خالد عثمان صاحب

اَخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور﴾

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے ایک دفعہ پھر پیر مرشد حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملا اور ہم حضرت مفتی محمد اعجاز صاحب کی دعوت پر ضلع کرک روانہ ہوئے۔

ہم ۸ ستمبر بروز جمعرات دو پہر بارہ بجے جامعہ مدنیہ جدید سے روانہ ہوئے اور رات نو بجے سخا کوٹ اَسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل صاحب کی رہائشگاہ پر پہنچے، رات وہاں قیام کے بعد صبح دس بجے حاجی امان اللہ خان صاحب مد ظلہم کی عیادت کے لیے لنڈیواہ لکی مروت روانہ ہوئے اور تقریبًا عصر کے وقت وہاں پہنچے، لکی مروت کے مختلف علاقوں سے علماء کرام و طلبا اور عوام حضرت سے ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے، رات وہیں قیام کیا۔

اگلے دن ۱۰ ستمبر بروز ہفتہ ہم ضلع کرک کے لیے روانہ ہوئے جہاں ہمارا پروگرام تھا، راستہ میں جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء کرام بھائی محمد کاشف اور بھائی محمد کامران کی درینہ خواہش پر اُن کی بستی لنڈی جالندھر تشریف لے گئے، وہاں علاقہ کے بہت سے علماء کرام، طلباء اور عوام نے حضرت صاحب سے ملاقات کی، جامعہ احسن المدارس کے اساتذہ کے پُرزور اِصرار پر اُن کے جامعہ تشریف لے گئے جہاں جامعہ کی ترقی کے لیے دُعا کی پھر ہم اپنے اصل پروگرام کے لیے روانہ ہوئے۔

میزبان مفتی محمد اعجاز صاحب پہلے سے جامعہ احسن المدارس میں ہمارے منتظر تھے وہاں سے اُن کے ساتھ پولیس کی سکیورٹی میں ضلع کرک روانہ ہوئے راستے میں امبری کلہ چوک میں راقم الحروف کے والد محترم گل محمد فقیر، بھائی ہارون رشید اور بھائی قاری حبیب اللہ صاحبان اور دُوسرے طلباء کرام

نے حضرت سے ملاقات کی پھر وہاں سے دس منٹ بعد جلسہ گاہ پہنچے، حضرت صاحب کے پہنچنے پر مفتی محمد اعجاز صاحب نے مدرسہ باب الاسلام رحمت آباد کی خدمات اور اساتذہ کی محنت کا تذکرہ کیا پھر حافظ مولانا ابن امین صاحب ضلعی امیر جے یو آئی ضلع کرک کے بیان کے بعد میاں نثار کا کاخیل سابقہ ایم این اے ضلع کرک اور وزیر جیل خانہ جات نے حضرت صاحب کی کرک ''رحمت آباد'' آمد پر شکریہ ادا کیا پھر حفاظ کرام کی رومال پوشی کے بعد حضرت نے مدارس کی اہمیت وافادیت اور عوام کا مدارس اور اہلِ مدارس سے رابطہ مضبوط رکھنے پر خصوصی جامع اور مفصل بیان فرمایا۔سینکڑوں علماء کرام میں ہمارے ڈومیل کے معزز مولانا عبدالستار صاحب فاضل جامعہ مدنیہ جدید بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت سے ملنے آئے ہوئے تھے، وقت کی کمی کی وجہ سے کئی علماء کرام اور مدارس والوں کی دیرینہ خواہش کے باوجود معذرت کرنی پڑی اور وہاں حضرت نہ جاسکے۔

پروگرام کے اختتام پر کھانا تناول فرمانے کے بعد حضرت نے اجازت چاہی اور ضلع کرک کی اِنڈس ہائی وے تک راقم الحروف کے والد صاحب اور بھائی وغیرہ ہمراہ ہوئے اور وہاں سے حضرت نے ہمیں انتہائی شفقت و محبت سے گھر واپسی کی اجازت دی اور پھر حضرت براستہ پشاور لاہور روانہ ہوئے اور رات ایک بجے بخیر و عافیت جامعہ مدنیہ جدید پہنچے، والحمد للہ۔

دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پیر مرشد کی تادمِ حیات خدمت کی سعادت سے نوازے۔

☆

۳۰ ر ذیقعدہ/ ۳ر ستمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم فریضہ حج اَدا کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور ۲۰ ر ذی الحجہ/ ۲۳ر ستمبر کو بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے، والحمد للہ۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور